دہن میں زباں تمہارے لئے　　بدن میں ہے جاں تمہارے لئے

ہم آئے یہاں تمہارے لئے　　اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

کتابِ مُستطابِ مسمّٰی بِہٖ

ذِکرُ المحبوب لِتطمئنَّ القُلُوب

المعرُوف

میلاد کراؤ ایمان بچاؤ

از قلم حق رقم

خلیفہ مفتیِ اعظم ہند

حضرت علامہ مولینا مُفتی محمّد عبدالوہاب خان القادری الرضوی مدظلہ

منجانب

بزمِ اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرکزی دفتر: مکتبہ رضا CA-17 الفلاح ہاؤسنگ سوسائٹی، شاہ فیصل کالونی، کراچی۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العٰلمین علی ان من علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتھم و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ○وھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ○یریدون لیطفوا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون ○فاشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان سیدنا و مولانا و ملجانا و ماوانا و شفیع ذنبنا عند ربنا محمدا عبدہ و رسولہ عبد خیر العباد و رسول افضل الرسل و نبی سید الانبیاء و امام الکل صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علی الہ و اصحابہ و اتباعہ و حبائہ صلوٰۃ تبقیٰ و تدوم بدوام الملک الحی القیوم و بارک وسلم دائما ابدا الابدین و سرمدا دھر الداھرین ○اٰمین یارب العٰلمین ○اما بعد قد قال اللّٰہ تعالیٰ فی القراٰن الحکیم ○فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ○بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ○واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ط قال ء اقررتم و اخذتم علی ذ کم اصری ط قالوا

اقررنا ط قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین (ال عمران ۸۱)

"اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں "(کنزالایمان)

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں مولی المسلمین وامیر المؤمنین سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے راوی:

لم یبعث اللہ نبیا من ادم فمن دونہ الااخذعلیہ العھد فی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہولینصرنہ ویاخذالعھد بذالک علی قومہ۔

یعنی، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے، چنانچہ اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء نشر مناقب و ذکر مناصب حضور سید المرسلین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس و محافل ملائک منزل کو حضور ﷺ کی یاد و مدح سے زینت دیتے اور اپنی امتوں سے حضور پرنور ﷺ پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے

(اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس مختصر تحریر سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل نے ازل ہی میں اپنے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری، جو **جاء کم** سے ظاہر کا ذکر فرمایا۔اسی کو تو مسلمانان عالم میلاد شریف کہتے ہیں گویا اللہ عزوجل نے ازل ہی میں میلاد مبارک بیان فرمایا اور تمام انبیاء و مرسلین سے ان کے بارے میں عہد لیا لہذا اس عہد ربانی کے مطابق تمام انبیاء و مرسلین، حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کا انعقاد کرتے یعنی ذکر تشریف آوری سرکار ابد قرار کرتے اور اپنی امتوں سے ان کے متعلق ایمان لانے اور ذکر پاک یعنی میلاد شریف کی ہدایت فرماتے رہے۔آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرو چرچا فرماتے رہے جب وقت وصال آیا، شیث علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند میرے بعد تو خلیفہ ہوگا، عماد تقویٰ و عروۃ وثقیٰ کو نہ چھوڑنا: العروۃ الوثقیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔ عروۃ وثقیٰ محمد ہیں۔(صلی اللہ علیہ وسلم) جب اللہ کو یاد کر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرنا:فانی رایت الملئکۃ تذکرہ فی کل ساعاتھا ، کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ ہر وقت ہر گھڑی ان کی یاد میں مشغول ہیں (کما ذکرہ امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

علامہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

اگر نام محمد را نہ آوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

(کما گلستان سعدی)

ان کلمات کی تائید قرآن کریم سے ثابت، کما قال تعالیٰ فی القران الکریم :فتلقی

ادم من ربه کلمٰت فتاب علیه (بقرہ۔۳۷) یعنی ''پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی'' ابن عساکر اور حاکم بیہقی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ اس پریشانی کے عالم میں آدم علیہ السلام کو یاد آیا کہ وقت پیدائش سر اٹھا کر عرش پر لکھا دیکھا تھا، لاالہ الا اللہ مُحمّد رسول اللّٰہ کہ بارگاہِ الٰہی میں کسی کو وہ مرتبہ حاصل نہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے انکا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہے لہذا اپنی دعا میں ربنا ظلمنا انفسنا کے ساتھ اسالك بحق محمد ان غفرت لی ۔ابن منذر کی روایت میں اللھم انی اسلك بجاہ محمد عبدك و کرامته علیك و ان تغفرلی خطیئتی یارب میں تجھ سے تیرے خاص بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جاہ و مرتبت کے وسیلہ اور ان کی بزرگی کے واسطے جو تو نے ان کو دی ہے مغفرت مانگتا ہوں ۔اس دعاء کو اللہ عزوجل نے قبول فرمایا چنانچہ یہ مبارک سبق آدم علیہ السلام نے عمر بھر یاد رکھا، ہمیشہ ذکر مناقب و اوصاف مناصب فرماتے رہے حتیٰ کہ قرب وصال شریف شیث علیہ السلام کو وصیّت فرمائی۔

سیدنا ابراھیم علیہ السلام، رب تعالیٰ سے دعا فرماتے ہیں اور عرض کرتے ہیں:

ربنا و بعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتك ویعلمھم الکتٰب والحکمة و یزکیھم ط انك انت العزیز الحکیم (البقرہ۱۲۹) ''اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔''

یہ اوصاف جلیلہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

میں تم کو اپنے پہلے حال کی خبر دیتا ہوں کہ میں دعائے ابراھیم اور بشارت عیسیٰ (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ہوں۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بشارت دیتے اور خوشخبری سناتے ہوئے تشریف لائے''واذقال عیسیٰ ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدیّ من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف :٦) اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے''

الغرض تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ہمیشہ ذکر مناقب و توصیف مناصب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے اور اپنی اپنی امتوں سے اس کا عہد لیتے رہے۔ ابن عساکر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: لم یزل اللہ یتقدم فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ادم فمن بعدہ ولم تزل الامم تبنا شربہ و تستفتح بہ حتی اخرجہ اللہ فی خیر امتہ وفی خیر قرن و فی خیر اصحاب وفی خیر بلد۔ یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد کے سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پیشین گوئی فرماتا رہا اور قدیم سے سب امتیں تشریف آوری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشیاں مناتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین امم اور بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا۔

اس کی تصدیق قرآن عظیم میں مذکور: قال تعالیٰ: وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا ج فلما جآءھم ما عرفوا کفروا بہ ز فلعنۃ اللہ علی الکفرین O (

البقرہ: ۸۹) ''یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے کافروں پر اس کے وسیلے سے فتح چاہتے پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا تو منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی پھٹکار ہے منکروں پر ''۔علمائے کرام فرماتے ہیں جب یہود مشرکوں سے لڑتے تو دعا کرتے: اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفتہ فی التورٰتہ ''یعنی الٰہی ہمیں مدد دے ان پر صدقہ اس نبی آخرالزماں کا جسکی نعت ہم توریت میں پاتے ہیں۔

اُس دعا کی برکت سے انہیں فتح دی جاتی۔معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر ان کے ظہور اجلال سے قبل ہوتا رہا اور ان کا مالک و مولیٰ اللہ عزوجل اور اسکے پیارے محبوب انبیاء مرسلین علیھم الصلوٰۃ والسلام بھی ان کا نشر مناقب اور ذکر مناصب فرماتے رہے اور اپنی امتوں سے اس امر کا عہد لیتے اور خوشیاں مناتے رہے۔معلوم ہوا کہ یہ پیمان اللہ عزوجل کی پاسداری اور وفاداری ہے۔

مسلمانو! میلاد شریف کیا ہے؟ یہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر کرنا اور اس پر خوشیاں منانا ہی تو ہے جو کہ اللہ عزوجل کو محبوب و مرغوب و مطلوب اور کیوں نہ ہو کہ اللہ کے پیارے محبوب کا ذکر ہے بھی تو اللہ ہی کا ذکر اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ورفعنا لك ذكرك (الانشراح:۴) یعنی اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔امام ابن عطاء پھر امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنھما ائمہ کرام تفسیر قولہ تعالیٰ ورفعنا لك ذكرك میں فرماتے ہیں جعلتك ذكرا من ذكري فمن ذكرك ذكرني ۔(الشفاء شریف جلد اول صفحہ۱۲) یعنی (اے محبوب) میں نے تمہیں اپنا ذکر بنایا پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ہی ذکر کیا۔مگر ان کا ذکر مؤمن کے قلب کا سہارا اور کافر کیلئے تلوار

دوھارا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ومن یعش عن ذکرالرحمٰن نقیض لہ شیطٰنا فھو لہ قرین ○و انھم لیصدو نھم عن السبیل و یحسبون انھم مھتدون ○(الزخرف: ۳۶۔۳۷)۔اور جسے رتوند آئے (اندھا ہو جائے) اللہ کے ذکر سے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے اور بیشک وہ شیاطین ان کو راہ سے روکتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔'' یہی حال ہے ان لوگوں کا جو محفل میلاد شریف کو روکتے ہیں اور شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔

مسلمانو! دیکھو قرآن کریم ایک ہی تو ہے مسلمانوں کیلئے شفاء و رحمت اور کافروں کیلئے نقمت و زحمت، جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: و ننزل من القراٰن ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظلمین الاخسارا ○(بنی اسرائیل: ۸۲) یعنی ''اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کیلئے شفاء اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے'' چنانچہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک یعنی میلاد شریف سے مسلمانوں کے ایمان جلا پاتے اور رحمت و رافت اور رحمت کا لطف اٹھاتے ہیں اور منکرین کے دل جل کر کباب یا راکھ بن جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہی سیدھی راہ یعنی حق و ہدایت پر ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم حالانکہ ان لوگوں کا کام ہے راہ حق سے روکنا اور گمراہی و بے دینی کی جانب لے جانا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے المنٰفقون والمنٰفقٰت بعضھم من بعض ۔یأمرون بالمنکر وینھون عن المعروف ویقبضون ایدیھم ۔ (التوبہ ۶۷) یعنی ''منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں۔''

یعنی میلاد و نیاز و فاتحہ و اعراس وغیرہ کو شرک و بدعت بتائیں اور اس میں رقم خرچ ہو اس کو اسراف و حرام ٹھرائیں اس لیے کہ یہ یقبضون ایدیھم اپنی مٹھی بند رکھیں یعنی بخل کریں اللہ عزوجل کی راہ میں اپنی رقم خرچ نہ تو خود کریں نہ مسلمانوں کے خرچ کرنے پر خوش ہوں بلکہ غصہ اور غضب کا اظہار کریں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے روکیں اور ناجائز وحرام میں جو مال خرچ کرتے ہیں اس پر فخر و مباہات کریں اور ناجائز حرام امور پر اپنی زبان بند رکھیں کسی کو بھی خلاف شریعت بری باتوں سے منع نہ کریں بلکہ خود خلاف شریعت امور پر راضی رہیں اور خوشی کا اظہار کریں۔

جیسے دارالعلوم دیو بند کا صد سالہ جشن (میلاد) منانا اور ہندو بت پرست کفار و مشرکین کو بلانا اور ان کی آمد پر خوشیاں منانا اور سارے ہنود کی پردھان (صدر) اندرا گاندھی وزیر اعظم بھارت کو صدر مجلس بنانا اور اس پر فخر و مباہات کرنا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا ان کی تواضع و انکساری میں رقم کثیر خرچ کرنا اور جشن صد سالہ دارالعلوم دیو بند کو ہنود کی سبھا کی شکل دینا اور اندرا گاندھی جو سارے بت پرستوں کی پردھان اس کو کرسئ صدارت پر بٹھانا اور بصد عجز و نیاز اور انتہائے انکساری سے اس کافرہ کے قدموں کے نیچے بیٹھنے میں فخر محسوس کرنا اور ہنود کی آمد اور شرکت کرنے پر خوش آمدید کہنا اور ان کی ہمنوائی اور تابعداری کرنا ،علاوہ ازیں بت پرست ہنود کی محافل یعنی سبھاؤں میں ان لوگوں کا شریک ہونا، خود کو مسلمان کہلائیں اور ہنود بت پرستوں سے اتحاد و وداد کو فرض ٹھرائیں ان کی خوشنودی اور رضامندی کو خدا کی خوشنودی اور رضامندی بتائیں، ہندوؤں کو راضی کرنیکی خاطر گائے کی قربانی جو شعائر اسلام سے ہے اس کو حرام ٹھرائیں ،ان کے مُردوں کو کاندھا دیکر مرگھٹ

لیجائیں، اپنی پیشانیوں پر قشقے لگوائیں، ان کے تہواروں میں والنٹیر بن کران کی خدمات کا فریضہ انجام دیں اور مسلمانوں کو ہدایت فرمائیں کہ اگر آج تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا وغیرہم کفریات وخرافات کا شور اور ہنگامہ مچائیں، جسکی قدرے تفصیل فقیر کی کتاب مستطاب ''تزویج النساء فی التحریم النکاح'' میں ملاحظہ فرمائیں اور حوالہ سند سے لطف اٹھائیں اور کفار ومشرکین سے دوستی اور مدح سرائی پر حیران رہ جائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ جسے رحمٰن کے ذکر سے رتوند آئے یعنی اندھا ہو جائے الخ یہی لوگ جو کفار ومشرکین کی مدح سرائی کے گیت گائیں اور نغمہ سرائی فرمائیں، یہی اللہ اور اللہ کے پیارے حبیب لبیب محبوب لردگار سید ابرار احمد مختار ﷺ کے ذکر شریف سے جل جائیں اور ذکر مصطفی ﷺ پر شرک وبدعت کے فتوے لگائیں، مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی ٹھرائیں یہ لوگ مختلف گروہ اور گونا گوں ٹولوں میں بظاہر جدا نظر آتے ہیں مگر اصول دین نجدیہ میں سب متحد اور باطن میں ایک ہی مانے جاتے ہیں صرف ان کے ٹولوں کے مختلف نام ہیں جیسے دیوبندی، تبلیغی، جماعت اسلامی، اہلحدیث (غیر مقلد) وغیرھم کے روپ میں ایک دوسرے سے ممتاز نظر آتے ہیں مگر بنیادی اور اصول دین میں سب کا مقصود اصلی ایک ہی درخت نجدی وہابی کی پھیلی ہوئی شاخیں ہیں جن کا اصل مقصد مسلمانوں کو گمراہ کرنا اور دین اسلام کا باغی بنانا ہے۔ ان کے نزدیک حضور اکرم سید عالم ﷺ کا ذکر شریف کرنا، محفل میلاد شریف یعنی ذکر تشریف آوری سید ابرار محبوب کردگار احمد مختار ﷺ کرنا اور اس پر خوشیاں منانا حرام ہی نہیں بلکہ بدعت وشرک ہے اور کفار نہجار کی آمد پر خوشیاں منانا اور مبارک باد دینا اور رقم کا خرچ کرنا ان کے دین کا شعار ہے جیسا کہ دارالعلوم دیوبند سے ایک طالب علم نے حضرت

مولٰنا وصی احمد صاحب محدث سورتی کو اپنے خط میں تحریر کیا:

''جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں (دیوبندیوں) کے حق میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں، سرمو فرق نہیں عید کے دن بعد نماز جمیع اکابر علماء وطلباء ورؤسا نے مل کر عیدگاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ جارج پنجم بادشاہ لندن کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور اس کے والد کو خدا مغفرت نصیب کرے اور جس وقت جارج پنجم ولایت سے بمبئی کو آیا تو مبلغ ۲۴ (چوبیس) روپیہ کا تار برائے خیر مقدم یعنی سلامی روانہ کر دیا اور بتاریخ ۱۴، ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ کر دیا کہ جو پار گھنٹہ مختلف علماء نے بادشاہ انگریز کی تعریف اور دعا بیان کی اور خوشی کے واسطے مٹھائی تقسیم کی'' (ازاحتہ الغیب، صفحہ ۳).

غور فرمایئے کہ یہ کیفیت مذکورہ کفار ومشرکین کے باب میں عین اصول دین دیوبندیہ نجدیہ وہابیہ ہے اگر اسی کیفیت موسومہ کو تشریف آوری حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت کر دی جائے اور میلاد شریف کے نام مبارک سے موسوم کر دیا جائے تو ان تمام وہابیہ دیوبندیہ کا تیور بگڑ جائیگا بدعت وشرک کا سیلاب آجائے گا مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک کہا جائیگا۔

عزیزان ملت! غور فرمائیں جب کفار ومشرکین آئیں تو ان کی آمد پر خوشیاں منائیں سلامیاں دیں اور ان کی آمد کی خوشی میں مٹھائیاں تقسیم کریں ان لوگوں کے ایمان میں کوئی فرق نہ آئے بلکہ ایمان نجدیہ وہابیہ کی تقویت کا سبب بن جائے اور اگر اللہ کے محبوب تاجدار انبیاء ومرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف (آمد) کا جشن اگر مسلمان منائیں خوشی کا

اظہار فرمائیں اور صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کریں اور مٹھائی تقسیم کریں تو ملت وہابیہ میں یہ سب باتیں بدعت وشرک ہو جائیں۔

آج بھی یہ لوگ یعنی دیوبندی وہابی وغیرہ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے اور طرح طرح کے راگ الاپتے اور ذکر سید المرسلین محبوب رب العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے اور بدعت وشرک کہتے نہیں تھکتے بلکہ ان کے امیر الامراء مولوی رشید احمد جن کی مداح سرائی میں ان کے خلیفہ سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی فرماتے ہیں ''قطب العالم، قدوۃ العلماء، غوث الاعظم، اسوۃ الفقہاء، جامع الفضائل والفواضل العلیہ، مستجمع الصفات والخصائل البہیۃ السنیہ، حامی دین مبین، مجدد زمان، وسیلتنا الی اللہ الصمد الذی لم یلد ولم یولد، شیخ المشائخ، مولٰنا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی۔'' (تذکرۃ الرشید جلد اول صفحہ ۲ مکتبہ بحر العلوم این پی ۸/۱۶ جونا مارکیٹ کراچی) یہ بار بار مطالعہ کیجئے اور گنگوہی صاحب کے مدارج علیا و مناصب عالیہ پر غور کیجئے کم از کم تمام وہابیہ دیابنہ کے قطب العالم اور غوث الاعظم اور مجدد زمان ہر فضل وکمال کے جامع ہیں ۔یہی مولوی عاشق الٰہی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں ''ہندوستان کے گوشہ گوشہ اور دیگر ممالک کے مشاہیر بلاد میں یہ مضمون صاف کر دیا تھا کہ حضرت مولٰنا رشید احمد صاحب کا توکل میں صبر و قناعت میں ریاضت و عبادت میں تقویٰ و طہارت میں مجاہدہ میں استقامت میں استغنا میں حب فی اللہ و بغض فی اللہ میں جس طرح کوئی مثل نہیں اسی طرح تبحر علمی میں وسعت نظر میں تفقہ میں تحدیث میں عدالت و ثقاہت میں حفظ و اتقان میں فہم

وفراست میں اور روایت و درایت میں بھی کوئی نظیر نہ تھا پس ایسے بے نظیر شیخ وقت اور بے عدیل قطب زمان کی سوانح کوئی لکھے تو کیا لکھے بھلا جس مجسم نور اور سر تا پا کمال کا عضو عضو اور رواں رواں ایسا حسین ہو کہ عمر بھر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے بھی سیری نہ ہو سکے اس کے کوئی محاسن بیان کرے تو کیا بیان کرے۔(تذکرۃ الرشید جلد اول صفحہ ۳ مکتبہ بحر العلوم این پی ۱۶/۸ غلام شاہ اسٹریٹ جونا مارکیٹ)

الغرض مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی دھرم میں تمام صفت کمال کے جامع ہی نہیں بلکہ تمام صفات کمال میں بے مثل و بے نظیر ہیں اور مجسم نور ہیں اگر مسلمان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہے تو اس کو مشرک و بدعتی کا خطاب عطا کر دیا جائے اور تنبیہ کی جائے کہ وہ نور نہیں بلکہ ہماری طرح بشر ہیں مگر رشید احمد گنگوہی نور ہی نہیں مجسم نور ہیں سارے دیوبندی اس پر راضی کسی کو مطلقاً اس پر کوئی اعتراض نہیں ملاحظہ فرمایئے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے قطب العالم غوث الاعظم امام ربانی رشید احمد گنگوہی کی بے عدیل و بے نظیر تقویٰ وطہارت ،صداقت وعدالت ،ثقاہت وفراست و دیانت کا نمونہ از خروارے کی تابش کمال جس کی تابانی سے چشم خردمندان خیرہ ہو جائیں۔

مطالعہ فرمایئے حضرت شیخ محقق مولنا عبد الحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ’’کچھ لوگ اس جگہ یہ اشکال لاتے ہیں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بندہ ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے اس کلام کی کوئی اصل نہیں اور نہ اس قسم کی کوئی صحیح روایت وارد ہے‘‘۔(مدارج النبوت صفحہ ۱۷،مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی)

بے عدیل اور بے نظیر اوصاف حمیدہ مذکورہ کی ملمع سازی پر تأمل فرمایئے اور جرأت بیباکانہ کی داد دیجئے، یہی رشید احمد گنگوہی اور ان کے رفیق کار کس کاری گری سے فتنہ سامانیاں پیدا فرماتے ہیں لکھتے ہیں: ''شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں'' (البراھین قاطعۃ صفحہ ۵۱ کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

غور فرمایئے کہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمائیں کہ اس کلام کی کوئی اصل نہیں اور نہ اس قسم کی کوئی روایت وارد ہے مفتری کذاب نے کیسی چابکدستی سے شیخ محقق پر ایسا قبیح بہتان لگایا اور طوفان ظلمت کا سامان مہیا کر دکھایا واقعی اس جیسا بے عدیل اور بے نظیر کذاب و مفتری زمانے بھر میں کوئی نہیں ہوگا بے شک یہ کذب و افترا و فریب میں بے نظیر ہیں اس کی شخصیت اور اصلیت کو واضح اور روشن کرنے کیلئے یہ ایک عبارت ہی کافی ہے اسی طرح کوئی دوسرا دیوبندی بے نظیر قرآن کریم سے آیت کریمہ قالت الیھود عزیر ابن اللہ سے قالت الیھود کو چھوڑ کر صرف عزیر ابن اللہ لکھے گا اور کہتا پھرے کہ معاذ اللہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور قرآن کریم کو سند بتائے گا (معاذ اللہ) یہ چابکدستیاں ان کیلئے کچھ بھی بعید نہیں!

البتہ قطب العالم وہابیہ غوث الاعظم دیوبندیہ کی بے عدیل و بے نظیر تبحر علمی و وسعت نظری و تفقہ فی الدین کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ مؤمنین کی صفت خاصہ کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ''ھدی للمتقین ○ الذین یؤمنون بالغیب۔'' یعنی اس (قرآن) میں ھدایت ہے متقین کیلئے وہ جو غیب (بے دیکھے) پر ایمان لائیں۔ اور ایمان نام ہے تصدیق کا جب علم ہی نہ ہوگا تو تصدیق کس بات کی کریں گے اللہ

عزوجل نے علم غیب اپنے رسولوں کے ذریعے ایمان والوں کو بقدر حاجت عنایت فرمایا ارشاد فرمایا جاتا ہے۔" علم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبه احدا ۔ الامن ارتضیٰ من رسول "(سورۂ جن، ۲۷۔۲۶) یعنی غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور وہ غیب کا حال جانتے ہیں یعنی ان کو غیب کا علم ہوتا ہے۔ اصل کلام یہ ہے کہ رسول غیب کی خبریں بتاتے ہیں جو ان کی تصدیق کرتے ہیں وہی مؤمن ہیں۔

دیوبندیوں کے غوث الاعظم گنگوہی صاحب فرماتے ہیں: "حضرت ﷺ کو علم غیب نہ تھا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے" (فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل صفحہ ۹۲) یہی غوث الاعظم دیوبند رشید احمد گنگوہی دوسری جگہ لکھتے ہیں "علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا و عنده مفاتیح الغیب لا یعلمها الا هو خود حق تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب کا ہے کہ کوئی نہیں جانتا اس کو سوائے اس کے پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے" (فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل صفحہ ۹۲)

یہ بالکل صحیح ہے کہ علم غیب ہو یا علم شہادت سب کا عالم اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر یہ کہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو علم غیب نہیں دے سکتا یا نہیں دیتا پھر اگر نہیں دیتا یا نہیں دے سکتا تو تم لوگ جو مولوی کہلاتے ہو اور اپنے عالم ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اگر اللہ عزوجل نہیں دیتا تو تم کس دوکان سے خرید کر یا کسی مکان سے چوری کر کے عالم بن گئے ارے جس اللہ عزوجل

نے تم کو علوم شہادت سے نوازا اس حق تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو علوم غیب عطا فرمائے علم صفت ہے حضور ﷺ موصوف جب موصوف کو اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا تو ان کو علم غیب بھی عطا فرمایا نہ رسول واجب ازلی وقدیم نہ انکا علم ذاتی اور ازلی قدیم ہے۔

اور لیجئے دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: ''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے'' (حفظ الایمان صفحہ ۷ مکتبہ تھانوی دفتر الابقاء بندر روڈ کراچی)

سارے وہابی دیوبندی اصاغر واکابر مل کر اس امر کا فیصلہ کریں کہ دیوبندیوں کا غوث اعظم گنگوہی علم غیب غیر حق کیلئے ثابت کرنا شرک صریح بتائے اور دیوبندیوں کا حکیم الامت علم غیب کو ہر زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے ثابت ہی نہیں بلکہ حاصل بتائے علم غیب تو بہر نوع علم غیب ہی ہے بعض ہو یا کل غیب ہے تو علم غیب ہی جسکو گنگوہی صاحب شرک صریح فرمائیں اگر تمہارے غوث الاعظم گنگوہی صاحب حق پر ہیں تو تمہارے حکیم الامت اشرف علی صاحب باطل پر ہیں اور مشرک ٹھہرائے اور اگر اپنے حکیم الامت کی پاسداری منظور اور تمہارے نزدیک تمہارے حکیم الامت حق پر ہیں تو تمہارے غوث الاعظم رشید احمد گنگوہی پکے کافر ٹھہرے، اب کس پر کیا حکم لگاتے ہو؟ دیوبندی عقیدہ یہ ہے کہ (معاذ اللہ) کذب (جھوٹ) باری (اللہ) ممکن ہے چنانچہ رشید احمد امکان کذب (جھوٹ) باری (اللہ) کے قائل ہیں اگر کوئی مسلمان آیت کریمہ علم الغیب

فلا یظھر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول .یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسول کوعلم غیب عطا فرماتا ہےتو امکان کذب باری کےتو قائل ہیں اس کا انکار کر کے دوسری راہ نکال لیں گے اور ثبوت طلب کیجئے تو مولوی عاشق الٰہی کی معرفت روایت ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں: ''جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد) کے مخالفین نے شور مچایااور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے، لوگوں تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں'' (تذکرۃ الرشید، جلد دوم صفحہ۳۲۲)

اس روایت میں کتنے خاموش راز محفوظ ہیں:

۱۔ عرش عالم غیب میں، عالم شہادت میں نہیں۔

۲۔ دیوار عالم شہادت میں ہے، عالم غیب میں نہیں، حاصل کلام یہ ہے کہ سید الابرار احمد مختار محبوب کردگار ﷺ کو (معاذ اللہ) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں حالانکہ دیوار عالمِ شہادت میں ہے۔

۳۔ جس بندے (محمد ﷺ) کو پس دیوار شہادت کا بھی علم نہیں (معاذ اللہ) وہ علم غیب کیا جانے۔

۴۔ عقیدت مندان گنگوہی کو علم غیب حاصل ہے وہ عرش کے بھی آگے کا معائنہ فرماتے ہیں

۵۔ علم غیب تو ہفت سمٰوٰت سے آگے ہے مگر عرش، کرسی سے بھی بلند تو کیسا عظیم علم غیب ہے۔

۶۔ یہ علم، علم غیب عظیم، سائیں توکل شاہ جو گنگوہی صاحب کے ارادتمند اور عقیدت مند ہیں ان کی یہ شان ہے۔

۷۔ جب گنگوہی کے عقیدت مندوں کے علم کا یہ حال ہے تو گنگوہی صاحب کے علم غیب کا کیا کہنا۔

۸۔ غیب کی حقیقت صرف اتنی ہی تو ہے جیسا کی امام الوہابیہ و دیابنہ مولوی اسمٰعیل نے بیان کی کہ: ''غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے دریافت کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے'' (تقویت الایمان، صفحہ ۳۴)

۹۔ دیکھو گنگوہی صاحب کے عقیدت مند سائیں توکل شاہ نے جب چاہا گردن جھکالی اور علم غیب حاصل کر لیا بلکہ عرش کے پرے کا حال ملاحظہ فرمالیا۔

۱۰۔ اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ گنگوہی جی کے خدام ارادتمند کی وہ شان ہے جو اسمٰعیل صاحب نے خدا کی شان کا تعین فرمایا۔

۱۱۔ جب گنگوہی صاحب کے عقیدت مندوں کی وہ شان ہے جو مولوی اسمٰعیل نے خدا کی شان کا تعین کیا تو گنگوہی صاحب کی شان تو ان لوگوں کے خود ساختہ خداؤں سے بلند و بالا ہوگی۔

۱۲۔ پھر گنگوہی صاحب کے امام اعظم مولوی اسمٰعیل جن کی کتاب بقول گنگوہی ''تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔۔۔۔اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے'' (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۹) ان کی عظمت شان کا کون اندازہ لگا

سکتا ہے۔ دیو بندیوں کے نزدیک تو یہ ان کے دین کے موجد اور بانی ہیں۔

۱۳۔ اس کا حاصل یہی تو ہوا کہ دیو بندیوں کے نزدیک (معاذ اللہ) سائیں توکل شاہ کی شان (معاذ اللہ استغفر اللہ) وہی ہے جو انکے خدا کی شان ہے پھر گنگوہی کی شان اس خود ساختہ خدا سے بلند و بالا ہے پھر دیو بندیوں کے امام اعظم اسمٰعیل کی شان انکے خود ساختہ سارے خداؤں سے بلند و بالا ہے، جب ہی تو لکھ دیا کہ ان کی کتاب "تقویت الایمان" کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور عین کی ضد اسکی نفی جس سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس تقویت الایمان نہیں وہ عین اسلام سے محروم ہے پڑھی نہیں پھر بھی عین اسلام سے محروم رہا، پڑھ بھی لی عمل نہ کیا تو عین اسلام سے محروم ہو کر پکا کافر ہو گیا۔ بڑی حکمت والا ہے وہ معبود مطلق کہ جس نے ایسے لوگوں کا علم بنایا "دیو بند" یعنی دائرہ دیو میں محصور جیسے ہنود دیو بند وہ دائرہ دیوی میں محصور اور ان دونوں کی محبت و مودت اظہر من الشمس ہے۔

برادران گرامی! یہ وہ لوگ ہیں جو حضور پر نور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے چڑتے ان کی تشریف آوری کے ذکر سے جلتے اور ان کا نام لینے والے ان کے غلاموں پر بدعت و شرک کے فتوے جڑتے ان کو بدعتی اور مشرک کہتے بلکہ مشرکین ہنود سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔

دیو بندیوں کے غوث الاعظم اور امام ربانی رشید احمد گنگوہی اور ان کے رفیق کار خلیل

احمد بالاتفاق نہایت شد ومد سے تحریر فرماتے ہیں۔ ''اب ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں (معاذ اللہ) سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے، وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں'' (براھین القاطعہ صفحہ ۱۴۸ کتب خانہ امدادیہ دیو بند)۔

برادران ملّت! اس عبارتِ ملعونہ کو غور سے ملاحظہ فرمایئے، حضور سید عالم ﷺ کی ولادتِ مبارکہ (میلاد) یعنی تشریف آوری کا ذکر جو اللہ تعالیٰ قادر و قیوم کو محبوب و مرغوب جسکا مذکور قرآن کریم میں بکثرت موجود مثلاً:

﴿۱﴾...... قد جاء کم من الله نور و کتب مبین ......(المائدہ:۱۵)

[ترجمہ] بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (محمد ﷺ) آیا اور روشن کتاب (قرآن کریم)

﴿۲﴾...... یا اھل الکتب قد جاء کم رسولنا......(المائدہ:۱۵)

[ترجمہ] اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (محمد ﷺ) تشریف لائے

﴿۳﴾......اور فرمایا: یا اھل الکتب قدجاء کم رسولنا......(المائدہ:۱۹)

[ترجمہ] اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (محمد ﷺ) تشریف لائے

﴿۴﴾......لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فیھم رسولا......(ال عمران:۱۶۴)

[ترجمہ] بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان کو ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا (یعنی محمد ﷺ کو)۔

﴿۵﴾......یاایھاالناس قد جاء کم برھان من ربکم......(النساء:۱۷۴)۔

[ترجمہ] اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل (محمد ﷺ) آئی۔

﴿۶﴾......اور فرماتا ہے: ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق ......(الصف:۹)۔

[ترجمہ] وہی ہے جس نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔

﴿۷﴾......اور فرماتا ہے: لقد جاء کم رسول من انفسکم (التوبہ:۱۲۸)۔

[ترجمہ] بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (محمد ﷺ)

برادران عزیز! ہم نے صرف چند آیات قرآن کریم سے بطور نمونہ پیش کیں جن میں حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر موجود اس قبیل سے اگر شمار فرمائیں تو بکثرت آیات قرآن کریم میں پائیں گے جن میں جاء کم یا بعث فھم یا ارسل رسولہ وغیرہم کے کلمات مذکور و موجود ہیں، یہ آیات کریمہ ہر قاری اپنی تلاوت مصلی اپنی نمازوں میں شب و روز تلاوت کرتا ہے اب جو دین کا باغی اللہ جل شانہ اور اس کے محبوب محمد ﷺ کا دشمن اعادہ ولادت تشریف آوری کے ذکر کو مثل ہنود کے کہ سانگ

کنھیا کی ولادت (آمد) کا ہر سال کرتے ہیں (معاذ اللہ) سانگ آپ کی ولادت کا ٹھرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم (ہنود) سے بڑھ کر یعنی بدتر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں جسکا بیان آگے آتا ہے۔

حکم کس پر؟

براہین قاطعہ کی مذکورہ عبارت میں تأمل فرمایئے اور غور کیجئے ہماری پیش کردہ چند آیات صریحہ جسمیں تشریف آوری کا بیان مذکور ہے کیا اللہ واحد قہار نے ان آیات عظیمہ کیلئے سال کی کوئی تاریخ کا کوئی تعین فرمایا؟ ہرگزنہیں، بلکہ شمار کیا جائے تو قرآن حکیم میں اس قبیل کی بکثرت صریحہ مذکور اور کنایات ذکر کی جائے تو آیات شمار ناممکن ہے تو خود ان کا چاہنے والا ان کا مالک و مولیٰ بغیر تعین اوقات تاریخ کے تشریف آوری محبوب کا بیان کرتا ہے پس عبارت خبیثہ میں جو حکم لگایا گیا (معاذ اللہ ہزار بار استغفر اللہ) اللہ واحد قہار پر لگایا گیا۔ اس کتاب ''براھین قاطعہ'' کے وجود کو ایک سو بیس سال گزر گئے کیا کسی دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ نے اس پر کوئی اعتراض یا احتجاج کیا؟ ان لوگوں کے خزانۂ کتب کی تلاشی لیجئے اور کوئی ایک مختصر کتابچہ ہی نکال کر دکھا دیجئے کہ کسی دیوبندی نے اس کے بارے میں کچھ لکھنا تو درکنار اظہار تاسف اور بیزاری کا ہی اعلان کیا ہے؟ ھاتو برھانکم ان کنتم صدقین۔

جرأت و بغاوت

اعتراض واحتجاج تو کجا اب تک سارے دیوبندی وہابی اور تبلیغی وغیرھم ان کو امام ربانی اور غوث الاعظم، مزید براں مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت نے تو فرمایا ''حضرت گنگوہی اس دور کے قطب الارشاد اور مجدد تھے'' (ملفوظات الیاس صفحہ ۱۲۳) اور رشید احمد گنگوہی بذات

خود فرماتے ہیں: ''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر'' (تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۷)۔

یہ فرمان سن لینے کے بعد کون سا دیو بندی اور تبلیغی ہے جو لفظِ اعتراض زبان پر لائے اور ہدایت ونجات سے دست بردار ہو جائے اگر کوئی مسلمان یہ سوال کرے کہ ہدایت و نجات تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اتباع پر موقوف ہے تو ہر دیو بندی اور تبلیغی حکم لگا دے گا کہ ہمارے غوث الاعظم اور قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی نے فرمایا کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے اور جس کا جھوٹ ممکن ہو وہ سچا ہو نہیں سکتا تو اس کی اتباع میں ہدایت ونجات کیونکر ملے گی۔ کیا آپ نے تذکرۃ الرشید کا یہ قصہ نہیں پڑھا کہ رشید احمد گنگوہی کذب باری کے قائل ہیں تو سائیں توکل شاہ نے فوراً مراقبہ میں دیکھا کہ رشید احمد کا قلم عرش کے پرے یعنی عرش سے بھی آگے چل رہا ہے جب قلم عرش کے آگے خدا جانے کتنے پرے یعنی کس قدر بلندی پر قلم چل رہا ہے تو رشید احمد کا مقام کتنا بلند و بالا ہوگا۔ کیا تم نے ہمارے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا ترجمہ نہیں پڑھا یہ دیکھو قرآن میں لکھا ہے الرحمن علی العرش استوی O (طٰہٰ:۵) ''بڑی رحمت والا (رحمٰن) عرش پر قائم ہے'' (ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی تاج کمپنی کراچی) تو جس خدا کی اتباع کی تم دعوت دیتے ہو وہ تو عرش ہی پر (معاذ اللہ) قائم ہے اور ہمارا غوث الاعظم اور قطب الارشاد رشید احمد عرش کے بھی پرے نہایت بلندی پر اپنا قلم چلا رہا ہے یعنی احکامات جاری کر رہا ہے تو ہم اس کے اتباع کو چھوڑ کر دوسرے کی اتباع کر کے ہدایت ونجات سے محروم ہو جائیں! لاحول ولا قوۃ الا

باللہ العلی العظیم۔

محبوب کبریا ﷺ دیوبندیوں کی نظر میں:

عزیزان ملت! علماء ومشائخ تو کجا اولیاء کاملین اور صحابہ وتابعین تو کیا انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم بلکہ سید المرسلین محبوب رب العلمین ﷺ کے بارے میں تبلیغی جماعت کا مرکزی امیر مولوی ذکریا محدث مظاہر العلوم سہارنپور لکھتا ہے ''حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرمادیتے تھے اور بعض اوقات بعض لوگوں کی کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرمادیتے تھے تم اس قسم کی روایات نقل کرنے سے یا تو رک جاؤ کہ جن کی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں ناراضی پیدا ہو اور آپس میں اختلاف پیدا ہو''

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور انکے مفصل جوابات صفحہ ۲۸۔۲۹)

اس سے واضح ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ کے ارشادت طیبہ باعث نزع و فساد ہیں جن سے دیوبندیوں کو بچنا لازم ہے۔۔۔۔پھر اسی بیان کے متصل ہی علماء دیوبند کے متعلق یہی مولوی زکریا مرکزی امیر تبلیغی جماعت تحریر کرتے ہیں اور سنداً اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کو پیش فرماتے ہیں: ''خود حضور اقدس حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) سے افاضات الیومیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ مشائخ کے یہاں جو مقربین بصیغہ اسم مفعول ہوتے ہیں ان میں ایک دو مکربین بصیغہ اسم فاعل بھی ہوتے ہیں ہر وقت شیخ اور دوسرے متعلقین کو کرب میں رکھتے ہیں جھوٹ سچ لگاتے ہیں جس سے چاہا شیخ کو ناراض کر دیا جس سے چاہا راضی کر دیا۔ بحمد اللہ ہمارے بزرگ اس سے صاف ہیں حضرت مولانا

محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیو بند تو کسی کی شکایت سنتے ہی نہ تھے جہاں کسی نے کسی کی شکایت شروع کی فوراً منع فرمادیا کرتے تھے کہ چپ رہو میں سننا نہیں چاہتا اس کے بعد کسی کی ہمت ہی شکایت کی نہ ہوتی تھی اور حاجی صاحب (امداداللہ) سب سن کر فرمادیتے تھے کہ تم نے جو کچھ بیان کیا اور فلاں شخص کی شکایت کی سب غلط ہیں میں جانتا ہوں اس شخص کو وہ ایسا نہیں ایک صاحب نے عرض کیا حضرت گنگوہی (رشید احمد) کا اس بارے میں کیا معمول تھا فرمایا کہ ایک صاحب نے حضرت سے سوال کیا تھا کہ آپ سے لوگ دوسروں کی شکایات بیان کرتے ہیں آپ پر کوئی اثر ہوتا ہے فرمایا کہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ میں سمجھ لیتا ہوں کہ دونوں میں رنجش ہے مگر سن لیتے تھے سب"

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات صفحہ ۶۹-۷۰)

اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ دیو بندی دھرم میں علماء ومشائخ تو کجا اولیائے کاملین اور صحابہ وتابعین اور انبیاء ومرسلین بلکہ محبوب رب العلمین محمد ﷺ تک سب عاصی وخاطی اور ان کے اطوار اور عادات باعث نزع وفساد اور مسلمانوں کے لیے باعث افتراق وانشقاق ہیں ان کے نزدیک صرف اور صرف بزرگان دیو بند ہی تمام عیوب سے پاک وصاف ہیں ان کی اتباع سے قطع نظر کر کے کسی اور کی اتباع کرنا (معاذاللہ) گمراہی ہے تو دیو بندی دھرم میں سید المحبوبین محبوب رب العلمین کا ذکر شریف کرنا تو کجا ان کا اسم گرامی کا ذکر بھی ان پر شاق ہے اور دل پر بجلی گرانے کا مصداق ہے چنانچہ ان کے دھرم میں ذکر ولادت شریفہ یعنی میلاد شریف کرنا حرام بلکہ ان کی اکثریت بدعت وشرک کہتی ہے (معاذاللہ) اور حضور ﷺ کے اسم مبارک سے چڑتی ہے، ان لوگوں کے کانوں میں جہاں الصلوۃ والسلام

علیک یارسول اللہ کی صدا آتی ہے انکے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے تو محفل میلاد شریف یا جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا کرنا ان کیلئے زہر ہی لینے سے (معاذ اللہ) بدتر ہے، فوراً شرک کا فتویٰ صادر کر دیں گے۔

اللہ سبحٰنہ تعالیٰ اور اکابر دیو بند

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے"ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونهم کحب اللہ"(بقرہ:۱۶۵) یعنی اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں اور انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں۔

مگر یہ وہابی، دیو بندی، تبلیغی، جماعتی، وغیرہ تو (معاذ اللہ) اپنے اکابر کا منصب خدا سے بھی زیادہ گردانتے اور افضل اور برتر ثابت کرتے ہیں اللہ سبحٰنہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) امکان کذب (جھوٹ) کا الزام دیتے ہیں جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ حضرت علامہ مولنا عبد السمیع صاحب نے جب اس پر انوار ساطعہ میں اعتراض کیا تو اس کے جواب میں رشید احمد گنگوہی اور ان کے رفیق کار خلیل احمد انبھٹی نے صاف لکھ دیا:"امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا"(البراھین القاطعہ، صفحہ ۲ کتب خانہ امدادیہ دیو بند)

(معاذ اللہ استغفر اللہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر امکان کذب کا بہتان لائیں اس کا جھوٹا ہونا ممکن ٹھہرائیں اور جس کا کذب ممکن ہو وہ ہرگز صادق نہ ہوگا اب رشید احمد گنگوہی کی صدق لسانی اور منزلت مکانی ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی عاشق الٰہی گنگوہی کے سوانح نگار رقم طراز ہیں، فرماتے ہیں" آپ (رشید احمد گنگوہی) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے کہ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر"(تذکرۃ الرشید، جلد دوم صفحہ ۱۷)

ناظرین کرام! غور فرمائیں اللہ سبحانہ تعالیٰ پر امکان کذب کا بہتان اور رشید احمد گنگوہی کی یہ شان کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور قسم کیساتھ کہتا ہے کہ اس زمانے میں ھدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر پھر ایک مرتبہ نہیں کئی بار بحیثیت تبلیغ یعنی دنیا والوں کو میرا یہ پیغام پہنچادو کہ اب ھدایت ونجات موقوف ہے رشید احمد گنگوہی کے اتباع پر نہ قرآن کریم کی ضرورت نہ حدیث شریف کی حاجت صرف رشید احمد گنگوہی کو اپنا ھادی اور نجات دینے والا سمجھو اور انہی کی اتباع پر ایمان ویقین رکھو یہ رشید احمد کی خدائی کا پرچار اور کھلا ہوا اشتہار ہے جس کا کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ حکم دیا گیا۔ اب وہابیہ دیابنہ وغیرہ کے دوسرے خداؤں پر نظر کیجئے اور یہ یاد رکھیئے کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں: ''کتاب تقویت الایمان (مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی) نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے'' (فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل صفحہ ۴۱)

اس سے معلوم ہوا کہ دیوبندی دھرم میں ''تقویت الایمان'' کی جو قدر ومنزلت ہے وہ قرآن شریف کی نہیں ہے علماء دیوبند میں سے کسی نے بھی قرآن کریم کی بابت یہ نہ لکھا کہ قرآن شریف کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ اگر علماء دیوبند میں سے کسی نے ایسا لکھا ہو تو ثابت کیجئے یا اس عبارت تقویت الایمان پر کوئی اعتراض یا احتجاج کیا ہے؟ ہرگز ثابت نہ کرسکیں گے۔ معلوم ہوا کہ ان کے دھرم میں تقویت الایمان اصول دین کی

بنیادی کتاب ہے جس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور عین کی ضد اس کی نفی ہے یعنی جس کے پاس تقویت الایمان نہیں یا اگر ہے اور پڑھا نہیں اور اگر پڑھا تو اس پر عمل نہ کیا تو وہ عین اسلام سے ہی محروم ہے گویا یہ دوسرے خدا کا پرچار ہے، پہلا تو گنگوہی اور دوسرا مولوی اسمٰعیل دہلوی۔

تقویت الایمان میں کیا ہے؟

نمبر ا:......تقویت الایمان حکم دیتی ہے

''اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔'' (تقویت الایمان صفحہ ۲۷ مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور) چمار جو کہ بت پرست ہنود میں سب سے بدتر ہے بحکم تقویت الایمان (معاذ اللہ) تمام انبیاء و مرسلین و ملٰئکہ وملٰئکہ مقربین ان کے دھرم میں چمار سے زیادہ ذلیل ہیں گویا خدا کے آگے چمار (معاذ اللہ) اتنا ذلیل نہیں ہے اس حکم میں تمام معظمان دین اور انبیاء و مرسلین علیھم الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین ہے اور چمار کی عزت کا اقرار ہے یہی وہابیوں دیوبندیوں کا ایمان اور ان کی پہچان ہے۔

نمبر ۲: تقویت الایمان حکم دیتی ہے:

''اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں'' (تقویت الایمان صفحہ ۹ ۷ مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

شہد دکھا زہر پلائے

عزیزان ملت ! ان دشمنان دین واعدائے مسلمین کا فریب ملاحظہ ہو گنگوہی اور اس کے سارے فضلہ خوار جس کتاب کو عین اسلام کہہ رہے ہیں وہ اسم جلالت ''اللہ عزوجل'' کا نام مبارک دکھا کر اس کے عزت والوں محبوبوں کو چمار سے زیادہ ذلیل، ذرہ ناچیز سے کم تر بتا رہا ہے معلوم نہیں یہ اسم جلالت کے پردے میں کس کو معبود مانتا ہے وہ ہمارا معبود جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معبود ہے وہ تو اپنے محبوب بندوں کو عزت والا فرما رہا ہے (کما قال تعالیٰ) وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنفقین لا یعلمون ○(المنافقون :۸) یعنی ''عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں '' دوسری جگہ اللہ سبحنہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریہ (البینہ ۷) ''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں''

تو وہ اللہ حی وقیوم جس نے قرآن کریم نازل فرمایا وہ تو رسول اور مؤمنین کو عزت والا فرما رہا ہے اور مسلمانوں کو ساری مخلوق میں بہتر بتا رہا ہے یہ کس شیطان لعین کا پجاری ہے جو محبوبان کبریا کو (معاذ اللہ) چمار سے زیادہ ذلیل اور ذرہ ناچیز سے کم تر کہہ رہا ہے یقیناً اس کا خدا جس کی یہ پوجا کرتا ہے بہت بڑا شیطان لعین ہے جو اللہ قادر وقیوم سے بغاوت کر رہا ہے

نمبر۳: اور اللہ حی وقیوم کے متعلق لکھتا ہے

''سوا اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیے'' (تقویت الایمان صفحہ ٦٦)

معلوم ہوا کہ وہابیوں، دیو بندیوں، تبلیغیوں وغیرہ کے اصول دین میں اللہ اور اس کے رسول کی توہین کرنا شرط ہے یہ ان کے دین جدید کا علم (پہچان) ہے یعنی اللہ سبوح قدوس پر امکان کذب کا بہتان باندھا اور مکر کرنے والا بتایا یہی ان کے ایمان کی دلیل ہے۔

نمبر ۴: مولوی اسمٰعیل کے پیر سید احمد کی بھی سن لیجئے

اپنے مکتوب نمبر ا میں لکھتا ہے

''ڈلموٴ سے جب ہم کشتیوں میں روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ فلاں کشتی میں نہ بیٹھنا اسے غرق کردینے کا حکم ہے مگر میں اپنی خطا محسوس کر کے اسی میں سوار ہوگیا۔ غیب سے ارشاد ہوا کہ تیری وجہ سے ہم نے اپنا حکم واپس لے لیا'' (خلاصہ سوانح احمدی مکتوب نمبر ا صفحہ ١٦٩)

اس سے معلوم ہوا کہ ان کا خدا بھی ان کے پیر سے ڈرتا ہے یہ مکتوب نمبر ا کی کہانی کا خلاصہ ہے اس مکتوب میں اس کے ماسوا بہت سی لعلیاں ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ خدا جو سید احمد کے خوف سے اپنا حکم واپس لے لے وہ یقیناً بزدل اور ڈرپوک ہے اور سید احمد اس سے کہیں زیادہ دلیر اور بہادر ہے تو وہابیوں دیو بندیوں کا یہ بڑا خدا ہوا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ چند عبارات جو بطور نمونہ پیش خدمت ہیں ان عبارات ملعونہ پر کسی وہابی، دیو بندی تبلیغی، جماعتی وغیرہ نے کوئی اعتراض یا کوئی احتجاج یا انکار کیا ہے؟ اگر کسی وہابی و دیو بندی وغیرہ نے ان عبارات کا انکار یا اعتراض یا احتجاج کیا ہو تو ثبوت دیجئے اور اپنا

دامن صاف کیجئے اور سارے کے سارے مل کر بھی کوئی ایسا ثبوت پیش نہیں کر سکتے اور نہ کر سکیں گے ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے ان عبارات ملعونہ پر لب کشائی یا خامہ فرسائی کی ہو اس سے ثابت ہوا کہ سارے وہابیوں دیوبندیوں تبلیغیوں وغیرہم کا اصول دین اور متاع ایمان یہی ہے جب اللہ قہار و جبار کی جناب میں یہ اس قدر گستاخ و بیباک ہیں تو اس کے رسول ﷺ جو اس کے بندے ہیں ان کی یہ کب پرواہ کریں گے.

حاصل کلام

جب تمھارا دین ہمارے دین کے مخالف اور نہ ہمارے دین میں تم سے کوئی تعلق تو تم ہمارے دین کے معاملہ میں ہم پر فتویٰ دینے والے اور بدعت و شرک کے گولے برسانے والے کون ہوتے ہو؟

نہ تم طعنہ ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ہمارا معبود اللہ واحد حقیقی ہے اور وہی واجب الوجود کہ مرتبہ وجود میں وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی نہ واجب ہے نہ قدیم، وہ اللہ ہر عیب و نقصان سے پاک ہمہ صفات کمال کا جامع اور کذب عیب ہے اور وہ ہر عیب سے پاک، کذب (جھوٹ) اس کیلئے محال ہے۔ مرتبہ وجود میں صرف اور صرف اللہ ہے اور تمام کائنات مرتبہ ایجاد میں ہے وہ قدیم ہے اور کائنات حادث ہے، وہ واجب الوجود ہے اور کائنات ممکن، وہ حی و قیوم ہے اور کائنات

فانی ہے اور وہی باقی ہے اور کائنات کی حیات و بقاء اس کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ وہ مالک ہے، کائنات مملوک، وہ خالق ہے، کائنات مخلوق، وہ قادر بالذات ہے اور مخلوق جس طرح اپنی ذات میں اسکی محتاج اسی طرح صفات میں بھی ہے کہ اس نے ذات کو خلق فرمایا اور ذات کو جن صفات سے چاہا بہرہ مند فرمایا کہ مخلوق اپنی ذات و صفات میں اللہ تعالیٰ کے حکم و عطا کا محتاج ہے، مخلوق میں کسی کی کوئی صفت ذاتی نہیں اور ہر صفت اللہ عزوجل کی عطا سے ہے اگر وہ نہ چاہے تو دن کی روشنی میں پہاڑ نظر نہ آئے اور وہ چاہے تو رات کی تاریکی میں سیاہ پتھر پر چیونٹی چلتی نظر آجائے گویا کائنات میں کوئی کام اسکی منشاء اور حکم کے بغیر نہیں ہوتا، انسان جو بھی کام کرتا ہے وہ اللہ کے حکم اور اس کے چاہنے سے ہی ہوتا ہے (کما قال تعالیٰ) واللہ خلقکم وماتعملون O (والصّٰفّٰت:۹۶) ''اور اللہ نے تم کو پیدا فرمایا اور تمہارے اعمال کو''۔

اس نے اپنی قدرت کاملہ سے اپنے رسولوں کو گوناگوں قدرتیں عطاء فرمائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں مذکور کہ وہ مٹی کی مورت بنا کر پھونک مارتے تو وہ پرند ہو جاتی، برص والے اور مادرزاد اندھے کو صحت اور بینائی عطا فرمادیتے اور مردوں کو زندہ کردیتے وغیرھم۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ یہ ہمارا دین و ایمان ہے تمھیں اس سے عار ہے انکار ہے۔

نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

پس ہمارے اور تمھارے دین میں اختلاف ہے تو تم ہم پر تنقید کرنے والے، شرک و بدعت کے گولے برسانے والے کون ہوتے ہو؟

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض
ہم ہیں عبدالمصطفیٰ پھر تجھ کو کیا

آئینہ

آیئے اب مصنف براھین قاطعہ کا تکبر اور تعلّی ملاحظہ فرمائیں اور زبان و قلم کی ہرزہ سرائی اور دیوانگی پر غور فرمائیں۔حضرت علامہ مولٰنا عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ رامپوری جو جید عالم اہلسنت سے ہیں انھوں نے امکان کذب باری تعالٰی پر رد فرمایا اور یہ تحریر کیا: ''کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جس کی شان عالی یہ ہے من اصدق من الله حدیثا اس کو امکان کذب کا دھبہ لگاتا ہے''

(انوار ساطعہ ماخوذ براھینقاطعہ، صفحہ نمبر ۲۔۳)

اس پر سالار دین دیو بند مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے رفیق کار آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور لکھتے ہیں: ''مولوی عبدالسمیع رامپوری جو میرٹھ میں برمکان شیخ الٰہی بخش مرحوم رہتا ہے کہ اس نے ابتدائے طفلی سے رسائل مبتدعین کی جمع کرکے یہ ملکہ واہیہ بہم پہنچایا اور باوجود یہ کہ خدمت جناب مولٰنا احمد علی صاحب سہارنپوری محدث اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب تھانوی اور مولوی محمد صاحب نانوتوی میں یہ بضاعۃ مرجاۃ (حقیر پونجی کھوٹے سکے) علم بے فہم کی حاصل کی تھی ان کو بھی

مع دیگر علماء متقدم و متاخر کے نشان سہام (حصہ) طعن و شتم بنایا اس وجہ سے زیادہ تر موجب ملال و تعجب ہوا چونکہ جہلا ضلال (گمراہ) اس کتاب پہ ناز کرتے ہیں اور خود مؤلف بھی اس تار عنکبوت (مکڑی) کو حصن حصین (پختہ قلعہ) تصور کرتا ہے اس کی حقیقت کو کشف کرنا ضرور جانا تا کہ مؤلف کو مبلغ اپنے علم و فہم کا واضح ہو جائے'' (براہین قاطعہ صفحہ ۲ کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

اس عبارت کو بار بار پڑھیئے اور قافلہ سالار دیوبند کی فہم دانش پر ماتم کیجئے اور اس کی جہالت اور تکبر اور دیوانگی کا ثبوت اس کی اسی کتاب میں بکثرت موجود مثلاً لکھتا ہے'' شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' (براھین قاطعہ صفحہ ۵۱ کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

غور فرمایئے جو صفت حضور پرنور ﷺ کیلئے شرک ہے وہی صفت شیطان و ملک الموت کیلئے نص سے ثابت یعنی شیطان و ملک الموت کا خدا کی خدائی میں شریک ہونا تسلیم مگر حضور ﷺ کیلئے وہی صفت ثابت کرنا شرک ہے اس کو اتنی بھی تمیز نہیں، دیوانگی اور جنون نے عقل و فہم سے اتنا بیگانہ کر دیا کہ جو صفت ایک کیلئے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ کسی کیلئے بھی ثابت کرنا شرک ہی ہوگی مگر ان کا حال تو یہ ہے مثلاً سجدہ تعظیمی کرنا حرام قطعی اور سجدہ عبودیت شرک صریح مگر ان کیلئے شیطان و اسمٰعیل دہلوی کیلئے سجدہ کرنا لازم اور نص سے

ثابت مگر شاہ ولی اللہ محدث کیلئے سجدہ کرنا شرک ہے اور شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے، شیطان و اسمٰعیل کیلئے سجدہ کرنا نص سے ثابت، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کیلئے کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے، یہی اصول دین دیو بندیت ہے۔

قیام بوقت ذکر ولادت پاک ﷺ

آیئے دیوبندیوں اور تبلیغیوں وغیرہ کے امام ربانی اور غوث الاعظم اور قطب الارشاد کے قلم کی آوارہ گردی اور بے باکی ملاحظہ فرمایئے: ''الحاصل قیام وقت ذکر ولادت کی یا یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ کسی روایت موضوعہ کو سند جواز کرتے ہیں یا کسی قول یا فعل کسی بزرگ سے متمسک ہوئے ہیں سو معلوم ہو چکا کہ موضوعات اور اقوال وافعال بزرگان سے ندب و جواز ثابت نہیں ہوتا جب تک کوئی دلیل شرعی سے نہ ہو تو ایسی صورت میں ہرگز ندب وغیرہ کا ثبوت نہیں اور جو بزعم خود وہ ثابت جان رہے ہیں تو تاہم درصورت واجب و مؤکد جاننے کے بدعت ہو جاوے گا یا یہ وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائے اس کی تعظیم کو قیام کیا ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہئے، اب ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے، وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں، ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔ اس کی شرع میں کہیں نظیر نہیں''۔ (براھین قاطعہ صفحہ ۱۴۸ کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

عبارت مذکورہ پر ایک شرعی نگاہ

اس عبارت خبیثہ میں عقائد باطلہ اور مکائد فاسدہ جو صراحۃً مذکور ملاحظہ فرمائیے اور ان کے ایمان کی داد دیجئے

نمبرا......لکھتا ہے کہ:''قیام وقت ذکرولادت کی یا یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ کسی روایت موضوعہ کو سند جواز کرتے ہیں۔''

الجواب بعون الوھّاب۔ کسی روایت موضوعہ کا ذکر کرتا ہے، مگر کسی ایک روایت کا بھی ثبوت نہیں دیتا، معلوم ہوا کہ اس کو روایت و درایت سے مس ہی نہیں، ناحق گمان ہی نہیں بلکہ بہتان مسلمانوں پر لگاتا ہے حالانکہ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت فرماتا ہے:

''یا ایھاالذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ، ان بعض الظن اثم (الحجرات:۱۲)

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے''۔اللہ واحد قہار تو مسلمانوں کو کثرت گمان سے منع فرماتا ہے اور یہ گمان ہی نہیں بلکہ بدگمانی اور بہتان تراشی کرتا ہے اگر مؤمن ہوتا تو اللہ سے ڈرتا کبھی ایسی حرکت نہ کرتا۔

نمبر۲......(الف) کہتا ہے کہ کسی روایت موضوعہ کو سند جواز کرتے ہیں اور روایت کی نشاندہی بھی نہیں کرتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکو نقد حدیث اور طرق تعدیل کی لیاقت نہیں، اس جگہ حکم شرع یہ ہے کہ سند حدیث واقوال رجال اور ان کے حق میں علماء کے اقوال سے تفتیش تام پھر باہم ترجیح جرح و تعدیل کو مواقع مختلفہ پر اطلاع تام پھر بحالت منعنہ

معرفت مدلسین کا کامل اہتمام خصوصا وہ جن کی نسبت معلوم کہ ضعفا مجردعین سے تدلیس کرے دوم حدیث کے طریق مطابعات کا تتبع واستقراء کہ شذوذ ونکات واضطراب سند یا متن پر موقوف، سوم علل خفیہ سے بحث خامض جس پر صدہا سال سے اب کوئی قادر نظر نہیں آتا یہاں تک کہ متاخرین سے اکابر محدثین واعاظم ناقدین کا منتہائی مبلغ صرف تصحیح اسناد ہے اگر وہ صحیح کہیں بھی تو اس کے معنیٰ صرف اس قدر کہ اسنادہ صحیح، ان سے مدارج کو قدم راسخ سے طے کرے تو صحت حدیث وعدم صحت حدیث پر حکم کر سکتا ہے اور یہ بے علم و بے فہم حدیث موضوعہ کے گیت گا رہا ہے جس پہ نہ کوئی دلیل نہ برھان۔

نمبر۲......(ب) لکھتا ہے "یا کسی قول یا فعل کسی بزرگ سے متمسک ہوئے ہیں سو معلوم ہو چکا کہ موضوعات اور افعال واقوال بزرگان سے ندب وجواز ثابت نہیں ہوتا جب تک کوئی دلیل شرعی سے نہ ہو"۔

الجواب۔ یہ کس بزرگ کے قول یا فعل کو پامال کر رہا ہے، معلوم نہیں یہ بزرگ شیطان کو جانتا ہے یا اسمٰعیل دہلوی کو یا اپنے خانہ ساز گاندھی کو بزرگ کہہ رہا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم (الحجرات:۱۳) "بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا (بزرگ) وہ جو تم میں زیادہ متقی (پرہیزگار) ہے"

تو بزرگ وہی ہوگا جو متقی اور پرہیزگار رہے یہ ان خاصان خدا کو ہدف بناتا اور ان پر طعن کرتا ہے اور ان کے قول وفعل کو مندوب بلکہ جائز بھی نہیں جانتا اور جس کے قول یا فعل پر کلی اعتماد ہی نہ ہو وہ بزرگ ہرگز ہو ہی نہیں سکتا بلکہ وہ فاسق ہی ہوگا اور یہ اگر کسی معظمان دین اور مؤمن متقین جو یقیناً بزرگ ہیں ان پر طعن ہی نہیں بلکہ توہین کرتا اور ان کی عیب جوئی

اور تنقیص کے درپے رہتا ہے، اس کو اپنے دھرم کی خبر لینا چاہئے۔ اور یہ معلوم کرنا چاہئے کہ بزرگ کس کو کہتے ہیں اور تمھارے دھرم وہابی دیو بندی میں بھی کوئی بزرگ ہوا ہے؟ اگر ہے تو ثابت کیجئے، پھر بھی تم کو اپنے اس کلام سے توبہ کرنی پڑے گی، اللہ جل جلالہ مسلمانوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: ولا تجسسوا و لا یغتب بعضکم بعضا (الحجرات:۱۲) ''اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔'' اور یہ معظمان دین اور صالحین جو حقیقۃً بزرگ ہیں، انکے عیب ڈھونڈتا اور غیبت کرتا ہے اور ان کے اقوال و افعال کو لائق اعتماد نہیں جانتا حالانکہ یہ اللہ جلیل و جبار کے حضور اپنی نمازوں میں انکی راہ پر چلنے کی دعا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے: اھدنا الصراط المستقیم O صراط الذین انعمت علیھم یعنی اے اللہ ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا۔۔ اور انعام والے وہ حضرات ہیں، جن کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے: و من یطع اللہ و الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والصالحین و حسن اولئک رفیقا۔ (النساء:٦٩) ''اور جو اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل (انعام) کیا، وہ انبیاء، صدیقین اور صالحین (نیک ایمان والے) یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں''۔

مگر کس کے پاس؟ ایمان والوں کے جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے پس بزرگی کے ادنیٰ درجہ میں صالحین ہیں اور یہ ان پر اعتماد ہی نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ یہی لوگ اللہ اور اسکے رسول کے باغی اور قرآن کریم کے منکر ہیں نیز اللہ ملک القدوس مؤمنین کو ارشاد فرماتا ہے: یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصّٰدقین (التوبہ:۱۱۹) ''اے

ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں (صادقین) کے ساتھ رہو"۔

یہ وہابی دیوبندی صادقین کیساتھ رہنا تو کجا یہ تو ان کے قول وفعل پر اعتماد بھی نہیں کرتے اور ان یعنی صادقین جن کو بزرگ کہا جاتا ہے یہ لوگ ان کو مانتے ہی نہیں کہتے ہیں کہ ان کے قول وفعل سے جواز بھی ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ کسی شئے کا مندوب ہونا۔ صادقین اور صالحین کے ساتھ تو مؤمنین ہی رہیں گے اور ان کے قول وفعل کو دل وجان سے مانیں گے اور اس پر ہی عمل کریں گے، چنانچہ مؤمنین کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے: و ان اللہ مع المؤمنین (الانفال:۱۹) "اور اللہ مؤمنین کے ساتھ ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے اگر چہ دیوبندی وہابی کیسا ہی جتھا لائیں اور ہمیشہ دشمنی کریں مگر انشاء اللہ العزیز مؤمنین کو ہرگز نہ مٹا سکیں گے کیونکہ مؤمنین کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے اور ان دیوبندیوں کی حمایت میں کفار ومشرکین ہیں، ہمیشہ ہندوستان میں ساتھ رہے صد سالہ جشن دارالعلوم دیوبند وغیرہ میں شریک کار رہے اور مسلمانوں کے دشمن خونخوار رہے مگر بحمدہ تعالیٰ مسلمانوں کو مٹانے کی کوشش کے باوجود نہ مٹا سکے نہ مٹا سکیں گے۔

مسلمانوں کا عَلَمْ نعرۂ رسالت "یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جس سے ان کو دشمنی ہے اور اسی بناء پر مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں اور بت پرست ہنود کو اپنا بھائی جانتے اور ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگاتے رہے مؤمنین چونکہ بزرگوں یعنی صدقین وصالحین کے

ساتھ ہیں ان کے قول وفعل کو دل و جان سے مانتے ہیں اور انکے ہی حکم پر عمل کرتے ہیں گویا ہر آن انکے ساتھ ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی مؤمنین کیساتھ ہے۔

نمبر۳......کہتا ہے: ''یا یہ وجہ کہ روح پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائے اسکی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ وقت وقوع ولادت شریف کے ہونا چاہئے''

الجواب: سبحان اللہ! علم وفہم کی بزرگی ملاحظہ فرمائیے، کہتا ہے کہ روح پاک علیہ السلام عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائے تو وقت وقوع ولادت شریفہ کے قیام ہونا چاہئے۔ اس نادان جاہل کو یہ بھی نہیں معلوم کہ بوقت ولادت صرف روح ہوتی ہے یا روح مع الجسد یہ روح کی آمد کا انتظار کر رہا ہے گویا حضور اکرم سید عالم ﷺ کے جسد اطہر کی تو بات بھی نہیں کرتا۔ حضور ﷺ کی روح مبارک کو بھی عالم شہادت میں نہیں مانتا تو قرینہ یہ چاہتا ہے کہ گنگوہی اور اس کے پرستار و فضلہ خوار کلمہ شہادت میں خواہ وہ نماز میں ہو یا اذان و اقامت میں، اشھد ان محمد عبدہ ورسولہ نہیں کہتے، کیونکہ ''عبد'' کہتے ہیں روح مع الجسد کو اور یہ روح کو بھی عالم شہادت میں نہیں مانتا اور اگر بالفرض یہ لوگ زبان سے اقرار بھی کرتے ہوں تو اپنے اگلے کے جیسا، اللہ عزوجل نے فرمایا: اذا جاء ك المنفقون قالوا نشهد انك لرسول الله م والله يعلم انك لرسوله ط والله يشهد ان المنفقين لكذبون ○ (المنفقون:۱) یعنی جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں''۔

اسی طرح یہ وہابی دیوبندی بظاہر محمد عبدہ ورسولہ کہتے ہیں مگر دل سے انکار کرتے ہیں اور ہرگز نہیں مانتے کہ انکوابھی روح پاک علیہ السلام کا عالم اروح سے عالم شہادت میں تشریف لانا مقبول ومنظور نہیں ورنہ یہ عبارت لکھنا ہی نہ پڑتی۔

الف......اب سارے وہابی دیوبندی اس عبارت پر بحث وافکار بسیار کے بعد اس امر کی وضاحت کریں کہ روح مبارکہ سید عالم ﷺ عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائی یا نہیں۔

ب ......اگر عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائی تو صرف روح روحِ اقدس ﷺ ہی تشریف لائی اور جسد مبارک نہ تھا؟

ج ......اگر روح مع الجسد شریف کے تشریف لائے تو روح کے تشریف لانے کا ہی ذکر کیوں کیا گیا؟

د ......جب حضور اکرم سید عالم ﷺ روح مع الجسد عالم شہادت (دنیا) میں تشریف لائے تو ان کی تشریف آوری کا ہی ذکر کیوں نہ کیا گیا۔

ہ ......اگر یہ عبارت آپ لوگوں کے دھرم کے خلاف دین اور بیزاری مذھب کا سبب ہے تو اس پر اب تک کوئی احتجاج یا اعتراض عمل میں آیا؟

و ......اگر اس عبارت پر علمائے وہابیہ دیابنہ کی جانب سے کوئی اعتراض یا احتجاج شائع ہوا تو وہ کون سے علماء دیوبند تھے؟ ان کے نام بمعہ عنوان وغیرہ کیا تھے؟ انکے اسماء گرامی اور احتجاج کا ثبوت کن کتب ورسائل میں مذکور وموجود ہے؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین۔

.....اگر آپ کی مراد صرف روح شریفہ ہی ہے تو مندرجہ ذیل آیات کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ کیونکہ کلمۂ شہادت میں محمد عبدہٗ و رسولہٗ ہے اور عبد روح مع الجسد کا نام ہے صرف روح یا جسد کو عبد نہ کہا جائے گا ملاحظہ ہو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہٖ '(البقرہ:۲۳)'' اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے (عبد) پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ''۔ کیا یہاں عبد روح کو کہا جا رہا ہے یا صرف جسد کو؟ نہیں بلکہ روح مع الجسد کو عبد فرمایا جا رہا ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا O (الفرقان:۱)'' بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ (عبد) جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہو''۔۔۔ اس قبیل سے متعدد آیات کریمہ قرآن کریم میں مذکور و موجود ہیں کہ عبد روح مع الجسد کو کہا جاتا ہے مگر دیوبندیوں کے امام ربانی کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ عبد (بندہ) روح مع الجسد کو کہا جاتا ہے۔ وہ تو کہہ رہا ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائے گویا وجود سراپا مسعود ہی کا منکر ہے آیئے اب ذرا دیوبندیوں کے قاسم العلوم والخیرات مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی بھی سن لیجئے وہ تحریر فرماتے ہیں: ''امتیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) میں غور کیجئے تو یہ بات واضح ہے پر آیت النبی اولی بالمؤمنین ملانے کی ضرورت ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صغریٰ بنائیے اور النبی اولیٰ بالمؤمنین کو کبریٰ دیکھئے یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں۔ صورت اس

کی یہ ہے کہ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم کو بعد لحاظ صلہ من انفسھم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ انکی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنیٰ اقرب ہوا۔ اور اگر بمعنیٰ احب یا اولیٰ بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئے گی'' (تحذیر الناس صفحہ ۹۔۱۰ کتبخانہ اعزازیہ دیوبند)

معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے جو ان کی روح کو بھی حاصل نہیں اب یہ تمہارے گھر کا مسئلہ ہے تمہارا امام ربانی عالم شہادت میں روح اقدس ﷺ کا منکر اور تمہارا ربانی دارالعلوم دیو بند کہتا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کو امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی وہ قرب حاصل نہیں اگر اپنے امام ربانی کو حق پر جانتے ہو تو تمہارا ربانی دارالعلوم مولوی محمد قاسم نانوتوی مشرک اور اگر مولوی نانوتوی کو حق پر جانتے ہو تو تمہارا گنگوہی کافر ٹھہرتا ہے، یہ آپ کے اپنے گھر کی بات ہے جس کو چاہیں کافر کہیں اور جس کو چاہیں مشرک بتائیں۔ والحمدللہ رب العلمین۔

بحمدہٖ تعالیٰ ہم تو ان کو حاضر و ناظر جانتے اور مانتے، اللہ عزوجل نے ان کو شاھد بنا کر مبعوث فرمایا اور شاھد کیلئے مشاھدہ درکار و لازم پس جب وہ حاضر و ناظر ہیں تو تشریف آوری کا انتظار عبث و بیکار جب چاہو کھڑے بیٹھے ان پر درود و سلام پڑھو کہ اللہ

مالک ومختار کو یہی محبوب ومرغوب ہے کیونکہ ان کا ذکر حقیقۃً اللہ جلیل وجبار ہی کا ذکر ہے، ان کے اسماء طیبہ میں ایک نام "ذکراللہ" بھی ہے۔ مسلمان ہر آن تو کھڑے ہوکر درود وسلام عرض نہیں کرسکتا البتہ ذکر پاک میں وقت ذکر ولادت یا قریب اختتام ذکر درود وسلام کھڑے ہوکر عرض کرتے ہیں اور درود وسلام کا حکم اللہ حکیم وقدیر نے مسلمانوں کو دیا ہے، کسی بے ایمان کو یہ نعمت ودولت نصیب نہیں ہوتی، یہ اللہ رحمٰن ورحیم کا مسلمانوں پر بے حد احسان واکرام ہے کہ اسنے اپنے ایمان والے بندوں کو چن لیا اور ارشاد فرمایا: "یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما O (الاحزاب:٥٦) اس سے واضح ہوگیا، صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا صرف اور صرف مؤمنین ہی کو حکم دیا گیا ہے، جو مؤمن نہیں وہ اس کا اہل ہی نہیں کہ صلوٰۃ وسلام قعود وقیام میں عرض کرے، نیز اس آئیہ کریمہ میں سلام کو **مؤکد** فرمایا کہ صلوا علیہ وسلموا تسلیما کہ صلوٰۃ کے ساتھ سلام کو مؤکد فرمادیا گیا پھر اس آیت کریمہ میں کوئی قید زمانی اور نہ قید مکانی ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ ہم صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہیں اور موذی بدانجام جلتے رہیں۔

نمبر٦...... **کہتا** ہے: "جب روح پاک ﷺ عالم شہادت میں تشریف لائے اسکی تعظیم کو قیام کرنا بھی حماقت ہے" مثل مشہور ہے کہ دکھتی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج۔ پس اللہ کریم ومنان کا انعام واکرام جو اس نے مؤمنین کیلئے مخصوص فرمایا تو جو مؤمن ہی نہیں اسکے لئے تو یہ انعام واکرام زحمت ونقمت یقینی بات ہے۔ یہ اپنی بے دینی اور گمراہی کا اعلان ان مذکورہ کلمات میں کررہا ہے جو اس کی گمراہی کی بیّن دلیل ہے۔

نمبر٧...... **قیام** کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہئے، اس جہالت اور حماقت کا

منظر ملاحظہ فرمائیں، پہلے اقرار کر چکا کہ قیام ذکر ولادت کی ۔۔الخ۔۔۔اور اب کہتا ہے کہ قیام وقت وقوعِ ولادت شریفہ کے ہونا چاہیئے، نہ اس پر کوئی دلیل ہے نہ برہان، اللہ مالک ومنان تو فرماتا ہے: صلوا علیه وسلموا تسلیما ۝ جس میں کسی قسم کی قید نہیں اور یہ حکم مطلق ربُّ العالمین کو رد کرتا، اور کہتا ہے کہ وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہیئے۔ اللہ عزوجل تو علی الاطلاق فرماتا ہے، قیام وقعود کی کوئی قید نہیں لگاتا، یہ اپنی طرف سے اللہ قہار وجبار پر حکم لگاتا ہے۔

نمبر ۸......اب ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے، یعنی ذکر ولادت شریف کو حقیقت ولادت کہہ رہا ہے۔

برادران ملّت! حج بیت اللہ ایک وقت مقرر کہ ہر سال ہوتا مگر عمرہ کا تو کوئی وقت مقرر ہی نہیں، روزانہ عمرہ کیا جاتا اور حج اور عمرہ میں سعی واجب ہے کہ صفاء ومروہ کے درمیان سات چکر لگاتے یعنی دوڑتے ہیں۔ یہ سیدہ ھاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدنا سمٰعیل علیہ السلام کی شدت پیاس کے باعث تلاش آب (پانی) میں سات چکر لگائے یعنی دوڑ رہی تھیں اور اب ہر حاجی اور عمرہ کرنے والا یہ سعی یعنی صفاء ومروہ کے درمیان سات مرتبہ دوڑتا ہے تو گنگوہی اور اس کے فضلہ خوار یہی تو کہیں گے (معاذ اللہ) کہ حضرت ھاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو تلاش آب میں سعی فرما رہی تھیں، اب ہر روز کون سی شدت پیاس میں تلاش آب کا سلسلہ جاری اور ساری ہے اور اپنا وہی حکم جو ذکر ولادت پاک کے بارے میں لگایا اس پر بھی تو لگائے۔

نمبر۲......اسی طرح رمی جمار سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان کو کنکریاں ماری تھیں اب گنگوہی اور اس کے پرستار یہی تو کہیں گے کہ اب تم کس شیطان کو کنکریاں مار رہے ہو، اب ہر روز کون سی قربانی سیدنا اسمٰعیل کی ہوئی ہے (معاذ اللہ) تو امور جو شرعاً واجب ہیں تمہارے نزدیک (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بدعت اور شرک ٹھہریں گے، اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے کہ ایک فعل مسلسل پر کوئی قدغن اور حکم جاری نہیں ہوتا اور اس قبیل سے وہ امر کہ مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت پر شور مچاتے اور بدعت و شرک کے فتوے لگاتے ہو، نہ کسی دلیل شرعی سے بات کرے نہ کوئی نص قطعی پیش کرتے ہو، تم قرآن کریم سے ایک آیت ہی ایسی لے آؤ جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ ذکر وقت ولادت شریف قیام وصلوٰۃ وسلام منع اور گناہ ہے، شرک و بدعت تو بڑی بات ہے۔

تعجب اور افسوس تو ان لوگوں کے حسد وعناد پر ہے کہ سیدہ ھاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اداؤں کا جیسے سعی ورمی جو ایک غرض کی بناء پر تھا اب وہ غرض بھی مقصود نہیں، ان کے اعمال کا ہر روز اعادہ منصوص اور سب کو تسلیم مگر جو ذات باعث تخلیق کائنات اور خلیفۃ اللہ اعظم سید المحبوبین ہے اس سے ایسی عداوت ونفرت کہ ان کا ذکر ولادت شریفہ پر ایسی نفرت کہ ذکر کرنا تو زہر قاتل سننا بھی سم قاتل ہے۔

اللہ کے محبوبوں سے عداوت حقیقۃً اللہ سے عداوت ہے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

من کان عدو اللہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکل فان اللہ عدو للکفرین (البقرہ:۹۸)''یعنی جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس

کے رسولوں اور جبرائیل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا‘‘۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور ملائکہ میں سے کسی ایک کی دشمنی اور سب کی دشمنی کفر میں برابر ہے پس اس آئینہ میں اپنی صورت دیکھ:

ع آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے

نمبر ۹...... **یہ** ہر روز اعادہ ولادت کا مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا۔ اور خود یہ حرکت قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں‘‘

بعینہ یہی تقریر کوئی ان کا بڑا بھائی ہندو یا عیسائی ان ہی وہابی دیوبندی پر کرے اور کہے کہ لیلۃ القدر وہ ایک ساعت تھی جس میں قرآن مجید نازل فرمایا گیا اب تم ہر سال ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر مناتے ہو یہ ہر سال اعادہ شب قدر تو (معاذ اللہ) مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ نزول قرآن کا ٹھہرا۔ اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے، بلکہ یہ دیوبندی اس قوم ہنود سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں، آخری عشرہ رمضان میں (معاذ اللہ) یہ خرافات فرضی بناتے ہیں کیونکہ قرآن تو نازل ہو چکا اب کون سا قرآن روزانہ نازل ہو رہا ہے

(معاذ اللہ) اس قبیل سے کئی تماثیل ان پر پیش کی جاسکتی ہیں مثلاً صفاء اور مروہ کے درمیان حج اور عمرہ کرنیوالوں کی سعی کرنے پر انکا بڑا بھائی یہودی اور عیسائی کہہ سکتا ہے کہ سیدہ ہاجرہ تو ایک وقت تلاش آب میں سعی فرما رہی تھیں جس کی غرض شدت پیاس اسمٰعیل علیہ السلام تھی اب ہر سال حج میں یا ہر روز عمرہ میں کون سے پانی کی تلاش ہے کہ یہ سعی کی جارہی ہے ا اسی پر گنگوہی صاحب کی پوری تقریر نقل کردے تو ہے کوئی دیوبندی جو اپنے امام ربانی پر سے الزام اٹھائے اور جواب باصواب لائے۔ جب سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد میں اللہ عزوجل نے سعی کو واجب فرمادیا تو اپنے حبیب لبیب سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں ذکر ولادت کرنا واجب نہ فرمایا مگر اپنے بندوں کی محبت کے تقاضے پر موقوف رکھا تو ان کی تشریف آوری کا ذکر کرنا اللہ جل مجدہ کو کس قدر محبوب ومطلوب ہے کہ ان کی محبت کو مدار ایمان بنایا۔ کمامر۔ اور یہ دشمن دین متین ہندوؤں سے بدتر کہہ رہا ہے ہم نے ذکر ولادت شریفہ کی تکرار پر یہ مثالیں پیش کیں کہ دیابنہ وہابیہ کے اصول پر ان کے یہ اعمال شرک اور خود مشرک ہو کر ہنود سے بدتر ہو جائیں گے مگر بحمدہٖ تعالیٰ ہمارے دین پر کوئی حرف نہیں آتا کہ ہمارے واسطے تو یہ ذکر ولادت شریف اگرچہ روزانہ ہو باعث نعمت اور رحمت ہے کیونکہ یہ دلیل محبت سید ابرار احمد مختار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی پہچان ہے اور یہی مدار ایمان ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم وازواجکم و عشیرتکم و اموال ن افتر فتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہ ط واللہ لا یھدی القوم الفسقین O (التوبہ:۲۴)“ یعنی (اے محبوب) تم فرماؤ اگر

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اسکی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو رستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔"

معلوم ہوا کہ تمام جہاں سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہے جو بحمدہ تعالیٰ یہ ذکر کرنے والوں اور یاد رکھنے والوں کو ہی نصیب ہے یہ اللہ کا فضل عظیم ہے جو ہر شقی اور بد بخت ظالم بے دین کو نہیں ملتا۔ یقیناً وہ لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہیں۔

نمبر ۱۰...... **اور** لکھتا ہے "اس امر کی شرع میں کہیں نظیر نہیں" سبحان اللہ اعدائے دین اور شرع متین:

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا آفتاب کا ہے

نہ کوئی ضابطہ نہ کوئی قانون نہ اصول شرع سے کوئی کلام بس زبان بے لگام نے کہہ دیا کہ شرع میں اسکی کوئی نظیر نہیں یہ کیا ضروری ہے کہ جو تجھے نظر نہ آئے دوسروں سے بھی اوجھل ہو جائے اگر ایسا ہی دم ہوتا تو کوئی دلیل قائم کرتا مگر تمہارے بس کی یہ بات کہاں نہ تمہیں وہ علم ہے نہ فہم اگر جہالت ہی کا شکار تھا تو اہل ذکر سے کرنا سوال تھا ہر ذی علم جانتا ہے کہ لاکھوں حدیثیں علماء اپنے سینوں میں لے گئے امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں حفظ تھیں منجملہ

ان کے ایک لاکھ صحیح اور امام مسلم کو تین لاکھ یاد تھیں اور صحیحین میں صرف چند ہزار ہیں۔ امام احمد کو دس لاکھ یاد تھیں، مسند میں صرف تین ہزار ہیں۔ امام مالک نے ایک لاکھ حدیث سے اپنی موطا کو استخراج فرمایا جس میں فقط پانچ سو یا سات سو حدیثیں ہیں اور لاکھوں تدوین سے رہ گئیں ان کا پتہ کیونکر چلے ثانیاً جو کتابیں آئمہ محدثین جمع فرما گئے ان میں کتنی باقی ہیں صدہا کا صرف نام ہی نام باقی ہے یوں ہی بہت سی تصانیف بخاری وغیرہ کا کہیں نشان نہیں امام مالک علیہ الرحمۃ کے زمانے میں بہت علمائے مدینہ منورہ نے موطائیں لکھیں صدہا سال سے سوا موطا امام مالک کے کسی کا نام تک نہیں مگر موطائے ابن ابی دنیا مدنی ثالثاً جو اب باقی ہیں ان میں کتنی ان دیار میں ملتی ہیں رابعاً جو میسر بھی ہیں ان میں کہاں تک آپکی نظر ہے اتنی بضاعت اور ایسا دعویٰ جس کی نظر ان امور پر ہے وہ ہرگز ایسا باطل دعویٰ نہ کریگا اور یہ تو کہہ رہا ہے کہ اس امر کی شرع میں کہیں نظیر نہیں اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس امر یعنی ذکر ولادت شریف یا تشریف آوری حضور اکرم سید عالم اور قیام وسلام کی شرع میں کہیں نظیر نہیں حالانکہ کتب دینیہ ان امور سے مالا مال ہیں لیکن جہالت کا کیا علاج ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

وہ کون سا مؤمن ہے جسکے قلب میں شمع ایمان روشن ہو اور وہ سرکار ابد قرار سید الابرار احمد مختار (ﷺ) جن کا ذکر مؤمن کے دلوں کا چین ہے وہ ان کے ذکر سے خالی ہے

۔ ہر مؤمن حسب المراتب ان کے ذکر پاک میں رطب اللسان ہے خلق تو بہر نوع خلق ہے خالق کائنات بھی انکا ذکر فرماتا ہے اور ان کا ذکر خواہ ذکر ولادت ہو یا ذکر سخاوت ہو یا ذکر عدالت ہو یا ذکر صداقت ہو یا ذکر امانت ہو وغیرہ وغیرہ تمام عالم میں جاری اور ساری ہے پھر دیکھو کھڑے بیٹھے چلتے پھرتے مؤمن بندے ان کے غلام ان کے ذکر میں مشغول ہیں اور یہ کہتا ہے کہ اس امر کی شرع میں کوئی نظیر نہیں ارے یہ نہیں کہتا کہ جیسا ان کا ذکر ہوتا ہے مخلوق میں ایسے ذکر کی کوئی نظیر نہیں۔

جشن عید میلاد النبی ﷺ

ذکر ولادت المعروف میلاد شریف نام ہے ذکر تشریف آوری حضور پرنور ﷺ کا یہ ذکر پاک صرف ولادت ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس ذکر پاک میں حضور پرنور شافع یوم النشور سیدنا و مولٰنا محمد ﷺ کے فضائل و کمالات کا ذکر کرنا مقصود ہوتا ہے خواہ ذکر ولادت ہو یا ذکر سخاوت ہو یا ذکر صداقت ہو یا ذکر امانت ہو یا ذکر دیانت ہو یا ذکر عدالت وغیرھم جو بھی حضور اکرم سید عالم ﷺ کے فضائل و کمالات کو شامل ہیں اس کو میلاد شریف کہتے ہیں۔

☆قیام

وقت ذکر ولادت شریف یا اختتام پر ''قیام'' کرنا اور صلوٰۃ وسلام پڑھنا معروف ہے اللہ مالک ومنان فرماتا ہے: ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی ط یاا یھاالذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما O ''بے شک اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والوں! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔''

اس آیت کریمہ کا پہلا حصہ خبر یہ ہے اللہ عزوجل خبر دیتا ہے اپنے بندوں کو کہ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر یصلّون استمرار پر دلالت کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور اسکے فرشتے ہمہ وقت ہمیشہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ درود شریف کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہمہ وقت ہمہ جہت درود شریف پڑھ سکتے ہیں کسی وقت و جہت اور ہیت کی کوئی خصوصیت نہیں گویا جس طرح چاہے ادب واحترام کے ساتھ درود پاک کا ورد کرے سوٗ ادبی اور محل نجاست سے پرہیز کرے۔ آیہ کریمہ کا دوسرا حصہ امر یعنی حکم ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو حکم دیتا ہے فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے اس سے معلوم ہوا کہ درود و سلام وہ عظیم المرتبت تحفہ اور وہ جلیل الشان نعمت ہے جس کیلئے خاص مؤمنین کو خطاب فرمایا جو مؤمن نہیں وہ اس نعمت کا اہل ہی نہیں اسکا منہ ازخود پھر جاتا ہے جیسے بیمار کا منہ دودھ شیریں سے پھر جاتا ہے نیز سلام کی تکرار کہ ان پر خوب سلام بھیجو جس طرح آیت کریمہ میں حصہ اوّل میں کوئی قید زمانی اور مکانی نہیں اسی طرح حصہ ثانی میں حکم بھی مطلق علی الاطلاق ہے چنانچہ مؤمن ہر حال میں ہمہ وقت کھڑے بیٹھے اور لیٹے درود شریف پڑھتے ہیں کوئی کسی قسم کی قید نہیں اللہ واحد قہار کو اپنے محبوب ﷺ کا ذکر محبوب و مطلوب ہے اور درود و سلام بھی ان کا ذکر ہے نیز فرماتا ہے:

ورفعنا لك ذكرك O: ''(پیارے محبوب) اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رفع اللہ تعالیٰ ذکرہ فی الدنیا و الاخرہ فلیس خطیب ولا تشھد ولا صاحب صلوۃ الا یقول اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ (الشفاء جلد اول صفحہ ۱۲) کہ آپ کے ذکر کو دنیا و

آخرت میں اتنا بلند کیا کہ کوئی خطیب یا کلمہ شہادت کہنے والا یا نماز پڑھنے والا ایسا نہیں جو اشھد ان لا الــــہ الا الــلــــہ و ان مـــحـــمـــد رسـول الـلـــہ نہ کہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

ملاحظہ فرمایئے کہ حضور اکرم سید عالم ﷺ کا ذکر پاک اور رسول ہونے کی شہادت خطیب ہر حال میں کھڑے اور بیٹھے اور اذان و اقامت میں کھڑے ہو کر سنا رہا ہے یہ تو ہر روز ہی نہیں بلکہ ہر وقت نماز میں ان کی یاد اور ان کا ذکر مطلوب و مرغوب ہے اذان و اقامت میں تو کھڑے ہو کر پانچوں وقت ان کو یاد کرتے ہیں تو بقول گنگوہی اور اس کے فضلہ خوار (معاذ اللہ) تو ان مسلمان نمازیوں اور خطیبوں پر وہی حکم لگائیں گے جیسا کہ براہین سے منقول ہے اور لیجئے امام ابن عطاء پھر امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما آئمہ کرام تفسیر وقولہ تعالیٰ ورفعنا لك ذكرك میں فرماتے ہیں جعلتك ذكرا من ذكری فمن ذكرك ذكرنی ۔(الشفاء شریف جلد اول صفحہ:۱۲) یعنی (پیارے محبوب) میں نے تمہیں اپنا ذکر بنایا پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ہی ذکر کیا۔ اور لیجئے اللہ عزوجل فرماتا ہے:" الا بذكر الله تطمئن القلوب (الرعد:۲۸)" سن لو اللہ ہی کے ذکر میں دلوں کا چین ہے۔ امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: عن مجاھد فی قوله تعالىٰ الا بذكر الله تطمئن القلوب قال بمحمد ﷺ واصحابه ۔(الشفاء جلد اول صفحہ ۱۴) حضرت مجاھد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت کریمہ الا بذكر الله تطمئن القلوب کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ذکر اللہ سے مراد محمد ﷺ ہیں اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ میں ایک نام ذکر اللہ بھی ہے معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے کیونکہ حضور ''ذکر اللہ'' ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر حکم لگانا یقیناً اللہ عزوجل کے ذکر پر حکم لگانا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے بیٹھے کرنا ہر حال میں مطلوب اور محبوب ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے: '' فاذکروا اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبکم '' (النساء:۱۰۳) تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے کرنے کا حکم موجود۔ بحمدہ میلاد شریف میں یہ دونوں سعادتیں حاصل بیٹھ کر بھی ذکر کرتے ہیں پھر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں گویا اللہ عزوجل کا حکم بجالاتے ہیں والحمد للہ رب العلمین۔

سلام

مؤمنوں کا صلوٰۃ وسلام پڑھنا اللہ عزوجل کو محبوب و مرغوب ہے کھڑے ہوکر بھی سلام کرتے ہیں جیسے نماز جنازہ میں بصورت قیام السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہتے ہیں اور دیگر نمازوں میں حالت قعود میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہیں، یہ سلام روزانہ بلکہ ہر نماز کیساتھ ہوتا ہے اس میں کسی قسم کی کوئی قید نہیں کہ فلاں نماز میں سلام کرنا چاہئے اور فلاں میں نہیں۔

میلاد وسلام وقیام کو ہندوؤں کا سانگ اور مسلمانوں کو ہندو سے بدتر کہنے والے کیا اپنی نماز جنازہ میں بحالت قیام سلام نہیں کرتے تو پھر یہ بھی ہنود سے بدتر ہوئے کہ اپنی ہر میت میں خواہ روزانہ ہو قیام وسلام کو لازم جانتے ہیں اور رہا سلام بوقت ذکر ولادت وہ بھی ان ہی امور سے ہے۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے پالنے میں ارشاد فرمایا:''والسلٰم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا O (مریم:۳۳) سلام ہو مجھ پر بروز پیدائش اور بروز انتقال اور جس دن مجھے زندہ اٹھایا جائیگا۔''

معلوم ہوا کہ سلام ہر آن باعث رحمت ذوالجلال خصوصاً وقت ذکر پیدائش اور وفات کے، اس میں ساری عمر کا سلام مخفی ہے نیز اللہ عزوجل سیدنا یحیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا

ہے: وسلم علیه یوم وُلد ویوم یموت و یوم یُبعث حیا ۔(مریم:۱۵)''اور سلام ہو ان پر جس دن پیدا ہوئے اور جس روز پیدا ہوئے اور جس روز وفات پائیں گے اور جس دن انہیں اٹھایا جائیگا۔'' دیکھو سلام اللہ رحمٰن ورحیم کا تحفہ ہے یا نہیں؟ ہے اور ضرور ہے یہ مؤمنوں کو مبارک ہو وہ ذکر ولادت میں سلام وقیام کرتے اور اللہ رحمٰن ورحیم کی نعمتوں اور رحمتوں کو حاصل کرتے ہیں اور کیسے شقی اور بد بخت ہیں جو خود تو سلام وقیام نہ کریں بلکہ مؤمنوں کو منع ہی نہیں اس کو فسق وحرام بلکہ شرک میں مشرک ہنود سے بدتر کہیں (معاذ اللہ) نیز اللہ عزوجل جو مالک ومعبود ہے اپنے محبوب بندوں کو سلام کے تحفہ سے نوازتا ہے نوح علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے: (کما قال تعالیٰ) و ترکنا علیه فی الاخرین ○ سلم علی نوح فی العلمین ○ انا کذلك نجزی المحسنین (والصّٰفّٰت ۷۸تا۸۰) ''اور ہم نے پچھلوں میں اس (نوح) کی تعریف باقی رکھی نوح پر سلام ہو جہاں والوں میں بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو''۔

معلوم ہوا کہ اللہ اپنے محبوب بندوں ہی کو نعمت واکرام صلوٰۃ وسلام عطاء فرماتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے وہ خار کھاتا ہے اور جہنم میں جاتا ہے اور ابرھیم علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے: وترکنا علیه فی الاخرین ○سلم علی ابراهیم ○ کذلك نجزی المحسنین ○ (الصّٰفّٰت:۱۰۸تا۱۱۰)''اور ہم نے پچھلوں میں اس (ابراھیم) کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراھیم پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو''۔معلوم ہوا کہ انعام واکرام صلوٰۃ وسلام اللہ کے محبوب بندوں ہی کو سزاوار ہے غیر کا اس میں کوئی حصہ ہی نہیں لہذا وہ از خود شرک وکفر کی رٹ لگاتے اور دور ہوتے جاتے ہیں اور اللہ واحد قہار نے ان کو

دنیااور آخرت میں خوار کرر کھا ہے یہاں بھی نعمت ورحمت سے دور مہجور اور قیامت میں رنجور رہیں گے۔اور موسیٰ وھارون علیہما السلام کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: و تر کنا علیھما فی الاخرین O سلم علی موسیٰ وھرون O انا کذٰلك نجزی المحسنین (والصّٰفّٰت :۱۱۹ تا ۱۲۱)اور ہم نے پچھلوں میں ان (موسیٰ وھارون) کی تعریف باقی رکھی سلام ہو موسیٰ اور ھارون پر بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔'' دیکھو اللہ عزوجل اپنے محبوب بندوں پر سلام بھیجتا ہے معلوم ہوا کہ صلٰوۃ وسلام کا کوئی وقت مقرر نہیں یہ صلٰوۃ وسلام اللہ کے وہی بندے اللہ کے محبوبوں پر بھیجتے ہیں جو نیکوکار پرہیز گار ہیں ہر کسی کو یہ توفیق نہیں ملتی پس جو بد بخت ہیں وہ از خود صلٰوۃ وسلام سے نفرت کا اعلان کرتے اور اللہ کی رحمت سے دور و مہجور رہتے ہیں اور مؤمنین صالحین اللہ عزوجل کی نعمتوں اور رحمتوں سے شاد ہو کر صلٰوۃ و سلام عرض کرتے ہیں۔اللہ عزوجل حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: و تر کنا علیه فی الاخرین O سلم علیٰ ال یاسین O انا کذٰلك نجزی المحسنین (الصّٰفّٰت :۱۲۹ تا ۱۳۱)''اور ہم نے پچھلوں میں اسکی ثناء باقی رکھی سلام ہو الیاس پر بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو''

ان آیات کریمہ سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ نیکوں پر سلام بھیجا جاتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مؤمن نیک بخت ہیں وہی محسنین اور متقین پر سلام بھیجتے ہیں۔

عزیزان گرامی ! ہر مؤمن قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا ان آیات کریمہ کی تلاوت بحالت قعود (بیٹھ کر) کرتا ہے مگر جو نمازی ان آیات کریمہ کی تلاوت کرے وہ قیام

میں (کھڑے ہوکر) ان آیات کی تلاوت میں سلام بھیجتا ہے، اگر کوئی بداندیش حاسد ان آیات کونماز میں تلاوت کرنے سے گریز کرے اوران آیات کی تلاوت کواچھانہ جانے اس کی بدبختی ہے مگراللہ عزوجل نے نماز تراویح میں ختم قرآن پر قیام میں ان آیات کریمہ کی تلاوت حافظ سے کرادی اوران کوسنادیں۔

پس قیام وسلام دونوں ہی قرآن کریم سے ثابت ہے اور مؤمن کا اس پر عمل رہا ہے ۔والحمدللہ رب العلمین۔

جب عین نمازاورتلاوت قرآن میں سلام علیٰ نوح فی العلمین اور سلام علیٰ ابراھیم اور سلام علیٰ موسیٰ و ھارون اور سلام علیٰ ال یاسین پرمداومت رہی اور ہمیشہ رہے گی نبی الانبیاء ماحی الذنوب والخطاء وحبیب کبریا خلیفۃ الاعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم میں قیام وسلام جاری اور ساری رکھنے والے مؤمنین اور صالحین مداومت کریں اگر چہ ہر روز قیام وسلام کی محافل کا انعقاد کریں تو اللہ عزوجل کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے جوایمان والا ہوگا وہی اس عمل کو جاری رکھے گا جوغدار اور حاسد ہے وہی اس سے جلے گا اور دور رہے گا۔

عزیزان گرامی ! سلام مؤمنین صالحین کا انعام ہے اور مؤمنین صالحین جب جنت میں داخل ہونگے تو فرشتے سلام علیکم سے ان کا ستقبال کریں گے (کما قال تعالیٰ) وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمراً ط حتیٰ اذا جآء وھا وفتحت ابوابھا و قال لھم خزنتھا سلم علیکم طبتم فادخلوھا خلدین (الزمر:۷۳) ”اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ

جب وہاں پہنچیں گے تو اس (جنت) کے دروازے کھلے ہونگے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے (سلام علیکم) سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے۔" معلوم ہوا یہ سلام مؤمنین صالحین کا اکرام ہے جو یہاں اللہ کے محبوب پر سلام پڑھتے ہیں وہاں بھی ان پر سلام ہے نیز ان مؤمنین صالحین کیلئے فرمایا جاتا ہے: الا یسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما O الا قلیلا سلما سلما (الواقعہ: ۲۵۔۲۶) اور اس (جنت) میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہگاری ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام۔" گویا سلام اللہ عزوجل کا اکرام، یہ مؤمنین کے نصیب کی بات ہے، اعدائے سید المرسلین ﷺ کو یہ نعمت کہاں نصیب، وہ تو اس دن عذاب الیم میں گرفتار ہونگے چنانچہ یہ لوگ آج بھی صلٰوۃ وسلام والوں سے جلتے اور برا کہتے ہیں۔

مسلمانوں! ان لوگوں کے برا کہنے کو برا نہ مانو، اعدائے دین اور عدوئے مسلمین تو ہمیشہ ہی مسلمانوں کو ایذائیں دیتے اور برا کہتے رہے۔ آپ اپنی نورانی محافل اور میلاد و قیام وصلٰوۃ سلام کو جاری وساری رکھیں، اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی عطاء فرمائے گا اور منزل مقصود جو زندگی کا مقصد ہے اس کو پورا فرمائے گا، (کما قال تعالیٰ) یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکفرون O ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (التوبۃ: ۳۲۔۳۳) "اور چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول ھدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک۔"

پس اے مسلمانوں! اللہ کے محبوب کا دامن نہ چھوڑو اور ان کا ذکر جاری رکھو، صلوٰۃ وسلام کی محافل جاری اور ساری رکھو اور دشمنان دین کی بدگوئیوں کی پرواہ نہ کرو۔

جشن

جشن نام خوشیاں منانے کا جو ہر نعمت وراحت کے موقع پر جشن یعنی خوشی بطور شکر منائی جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا هو خير مما يجمعون O (یونس:۵۸) ''تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کی سب دھن دولت سے بہتر ہے'' اللہ رحمٰن ورحیم کا فضل بے پایاں ہے جس کی کوئی حد نہیں مگر حضور اکرم سید عالم ﷺ پر اس کا فضل عظیم ہے ارشاد فرمایا جاتا ہے: وكان فضل الله عليك عظيما O ''اور اللہ کا (اے محبوب) تم پر بڑا فضل ہے''۔ یعنی فضل عظیم ہے تو فضل عظیم پر خوشیاں بھی عظیم منانا، رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنا مؤمنین کا مشغلہ ہے۔ یہ جشن عید میلاد النبی ﷺ یعنی حضور ﷺ کی تشریف آوری پر اللہ کے فضل عظیم کی خوشیاں منانا سب دھن دولت سے بہتر ہے معلوم ہوا کہ اس جشن عید میلاد النبی ﷺ میں جتنا بھی خرچ کیا جائے وہ اللہ کے فضل کے شکرانے میں داخل ہے جیسا کہ مؤمنین خوشیاں منانے اور اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کر کے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ جشن یعنی خوشیاں منانے کا سبق مسلمانوں کو اللہ عزوجل نے سکھایا اور حکم دیا

علاوہ ازیں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآن کریم میں مفصل مذکور، جبکہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا (کما قال تعالیٰ) اذهبوا بقميصي هذا فالقوه على وجه ابي يات بصيرا ج واتوني باهلكم اجمعين O (یوسف:۹۳) ''میرا یہ کرتا لیجاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ'' جب یوسف علیہ السلام کے بھائی سب گھر والوں کو لیکر

یوسف علیہ السلام کے پاس گئے (کما قال) فلما دخلوا علی یوسف اوٰی الیہ ابویہ (یوسف:۹۹) ''پھر جب وہ سب یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی'' جب یعقوب علیہ السلام مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ اعظم کو اپنے والد ماجد کی تشریف آوری کی اطلاع دی وہ چار ہزار لشکری اور بہت سے مصری سواروں کو لیکر آپ والد صاحب کے استقبال کیلئے صدہا ریشمی پھریرے اڑاتے قطاریں باندھے روانہ ہوئے اور نہایت شان و شوکت سے یعقوب علیہ السلام کا استقبال کیا گیا۔

ثابت ہوگیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تشریف آوری کی مسرت وخوشی میں یوسف علیہ السلام نے ایسے اہتمام عظیم سے جشن منایا تو پھر سرکار ابد قرار ﷺ کی تشریف آوری کے دن مؤمنین اپنی بساط کے لائق ایسا ہی جشن مناتے ہیں گویا اپنے مالک ومولیٰ کی رضا اور خوشنودی چاہتے ہیں۔

عید

عید میلادالنبی پر حاسد اور غادر طنز کرتے اور کہتے ہیں کہ عیدیں تو دو ہی ہیں عید بقرہ اور عید الفطر تیسری عید کہاں سے آئی۔ ہم کہتے ہیں کہ بے شک یہ دونوں عیدیں عید بقرہ اور عید الفطر ضرور ہیں مگر قرآن کریم میں ان میں سے ایک کا بھی ذکر نہیں قرآن کریم نے تو ایک کلیہ عطاء فرمایا ہے (کما قال تعالیٰ) قال عیسی ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدہ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و اخرنا وایۃ منک ج (المائدہ:۱۱۴) ''عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان (مائدہ) اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو، ہمارے اگلوں پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی'' تو قرآن نے ظاہر فرمادیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما کہ جس دن وہ خوان اتارا جائے وہ دن ہمارے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کیلئے عید کا دن ہو جو تیری طرف سے ایک نشانی ہو تیری نعمت و احسان، معلوم ہوا کہ عید اس روز کو کہا جاتا ہے جس روز اللہ عزوجل اپنے بندوں پر احسان فرمائے اور ان کو اپنی نعمتوں سے نوازے یہاں نزول مائدہ جو اللہ عزوجل کی ایک نعمت ہے جس خوان کہ اتارا گیا اس دن کو عید کا دن فرمایا گیا اور اللہ جلیل و جبار کی سب سے بڑی اور افضل و اعلیٰ نعمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا (العمران:۱۶۴) ''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا''

اللہ عزوجل نے بے شمار نعمتیں اپنے بندوں پر نازل فرمائیں اور بے حد احسانات فرمائے

مائدہ (خوان) نازل فرمایا جو اگلوں پچھلوں کیلئے عید ہے من وسلوا اتارا یہ نہ فرمایا کہ ہم نے تم پر احسان فرمایا مگر سب سے بڑا احسان اور سب سے عظیم نعمت جو مسلمانوں کو عطا فرمائی گئی وہ اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہے جو ساری عیدوں کی عید ہی نہیں بلکہ ساری عیدوں کی جان ہے ان کی تشریف آوری مسلمانوں ہی کیلئے نہیں بلکہ تمام کائنات کیلئے رحمت اور مسلمانوں پر اللہ کا خاص احسان و انعام ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں پر رؤف ورحیم بنایا: فرماتا ہے: وبالمؤمنین رؤف رحیم۔ اس جان عید اور عیدوں کی عید میں یعنی ان کی تشریف آوری پر اللہ عزیز ومنان کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔

ذکر ولادت شریفہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر جس کو 'میلاد شریف'' کہا جاتا ہے

مسلمانو! اس بھول میں نہ رہو کہ اللہ حنان ومنان تم سے اپنی نعمتوں کے بارے میں نہ پوچھے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ واحد قہار تم سے قیامت میں اپنی نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھے گا۔ کما قال تعالیٰ: ثم لتسئلن یو مئذ عن النعیم O (التکاثر:۸) ''پھر بیشک ضرور اس دن (قیامت میں) نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' اور اللہ واحد ومنان نے اس دنیا میں اپنی نعمتوں کے بارے میں بندوں سے پوچھا ہے چنانچہ بنی اسرئیل سے بھی اپنی نعمتوں کے متعلق ارشاد فرمایا: یبنی اسراء یل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العلمین O (البقرہ:۴۷) ''اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانے پر تمہیں بڑائی دی'' دیکھو اللہ حی وقیوم نے

اپنی نعمتوں کے متعلق فرمایا کہ میری نعمتوں کو یاد کرو اور اس کا ذکر کرتے رہو بھول نہ جاؤ جو میں نے احسان تم پر کیے اور تمہیں اس زمانے والوں پر فضیلت دی غور طلب یہ امر ہے کہ بنی اسرائیل کو تو انکے زمانہ میں فضیلت دی گئی اس احسان کو یاد دلایا جا رہا ہے مسلمانوں تم کو ساری امتوں پر فضیلت عطاء فرمائی گئی۔ کما قال تعالیٰ: وکذلك جعلنکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا ط (البقرہ:۱۴۳) ''ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ'' معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر یہ احسان اور فضل و اکرام اپنے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے دیا گیا کہ سب امتوں میں افضل بنایا اور لوگوں پر گواہ مقرر کیا اور یہ رسول ان کے نگہبان و گواہ ہیں ایسا فضل و احسان کسی امت پر نہ فرمایا گیا اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: ان الذین امنوا وعملوا الصلحت لا اولئك هم خیر البریه O جزاؤ هم عند ربهم جنت عدن تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ابدا ط رضی الله عنهم رضوا عنه ط ذلك لمن خشی ربه O (البینہ:۷۔۸) بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔''

سبحان اللہ اللہ سبحٰنہ تعالیٰ کا وہ عظیم احسان و انعام جس کے بارے ہمارے سر جھک جائیں، اگر ہمارے جسم کا ہر موئے تن ہزار زبان بن جائے اور ہر زبان سے اس کے انعام و احسان کا شکر ادا کرتے رہیں، واللہ العظیم اس کے ایک احسان کا بھی شکر ادا نہ کرسکیں گے

اس کی بے غایت عنایت کہ مؤمنین صالحین کو تمام مخلوق میں بہتر کیا اور بسنے کیلئے جنت عطا فرمائی اور احسان بالائے احسان کہ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، ان احسانات کی کوئی انتہاء ہے؟ نہیں.............................نیز ارشاد فرماتا ہے: کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنهون عن المنكر (آل عمران:۱۱۰) ''تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، اور بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔''

اللہ اکبر! ہم ضعیف و لاچار عصیاں کار بندوں پر یہ عظیم احسان! مسلمانو! جانتے ہو کہ یہ کیوں ہے ارے یہ اس لئے ہے کہ اس کے حبیب پاک صاحب لولاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا پٹہ ہمارے گلوں میں ہے، انکی نسبت نے ناکاروں کو کارآمد بنادیا، ذروں کو ستارہ کر دیا۔ دیکھئے اللہ مالک القدوس ارشاد فرماتا ہے: لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا (ال عمران:۱۶۴) ''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔'' اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام انعامات و احسانات اسی حبیب پیارے کا صدقہ ہے تو اس شکرانے کی ادائیگی میں اللہ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر کرو مدام، محافل سجاؤ میلاد کراؤ اور ان پر پڑھو ہمیشہ درود وسلام۔

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیاتِ ولادت کیجئے

عداوت اور مخالفت

سارے نجدی وہابی دیوبندی اپنے اصول دین کے مطابق میلاد شریف ذکر ولادت پر حکم بدعت وفسق لگاتے ہیں، دلیل یہ دیتے ہیں کہ کہ قرون اولیٰ میں اس کا رواج نہ تھا، اوّل تو یہ دلیل لغو و بے بنیاد انکے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت کر دکھائیں کہ قرون اولیٰ میں نہ تھا۔ اگر یہ لوگ نہیں جانتے تو کیا آئمہ دین متین اور آئمہ محدثین اور علماء عاملین بھی نہیں جانتے؟ ذکر تشریف آوری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے کتب احادیث و سیر مالا مال ہیں۔

گر نہ بروز شپرہ چشم...... چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ہیئت اور کیفیت پر اگر اعتراض ہو تو اپنے دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم مظاہر العلوم سہارنپور اور دارالعلوم خیر المدارس ملتان وغیرہم کا معائنہ کیجئے اور ثبوت دیجئے کہ ایسے مدارس عہد رسالت، اور عہد خلافت، یا عہد صحابۂ کرام میں تھے؟ ہرگز ثابت نہ کرسکیں گے، تو یہ پختہ اور بلند خوبصورت تمام عمارات کو زمین بوس کرنا چاہیئے، نیز اس میں درجہ بندی اور دارالافتاء، دارالحدیث وفقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، صرف ونحو، دارالاقامہ اور مطبخ وغیرھم کا قرون اولیٰ میں کوئی نشان بھی ملتا ہے؟ پھر مجلد مزین قرآن حکیم اور کتب پر دلفریب انداز میں اور اس پر اعراب لگانا، آیتوں پر نمبر اور ان کی فہرستیں بنانا، اور ترجمے کرنا اور تشریح

وغیرہ کرنا قرون اولیٰ میں تھا؟ اس قبیل سے بے شمار اشیاء تمہارے مدارس اور گھروں میں موجود، ان کو نہ بدعت کہتے ہو نہ حرام؟ جانتے ہو پھر تمہاری کتب مروّجہ کے ماسوا حدیث کی کتابیں خصوصاً صحاح ستہ وغیرہ قرون اولیٰ میں تھیں اگر تھیں تو ثبوت پیش کیجئے! ورنہ ان سب کو نذرِ آتش کیجئے اور اپنے دینی بھائیوں کو بدعتی اور فاسق اور وہ درجہ عطاء فرمایئے جو آپ کے گنگوہی نے ذکر ولادت شریف کرنے والوں کو عطاء کیا اور ہنود کا سانگ اور ہندوؤں سے بدتر کہا ہے۔ تعلیم وتعلّم و مدارس کی توجیہہ کیلئے صرف اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا سہارا لیتے ہو پس اسی کو تو تم نے اصل بنایا اور اس پر بلند و بالا عمارتیں تعمیر کیں رنگوں سے مزین اور مطلّہ (سونے چاندی کا کام) کرتے ہیں اور تعلیمی نصاب کو فرائض دین سے ٹھہرایا اگر چہ فرض عین نہ سہی فرض کفایہ ہی سہی۔ میلاد شریف یعنی ذکر ولادت شریف کے بارے میں اتنا بھی گوارا نہیں کرتے، یہ دلیل عداوت ہی تو ہے حالانکہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت شریفہ اور تشریف آوری کا بیان قرآن کریم میں متعدد آیات میں مذکور و مسطور ہے مگر وہ بیّن بیان اور روشن برھان نظر نہیں آتے!

نظر عیب پر کب پڑتی ہے رضا مندی میں\
لیکن بیزاری میں آتے ہیں نظر عیب تمام

بلکہ یوں کہئے کہ محبوب کے عیوب بھی ہنر اور دشمن کے ہنر بھی عیب نظر آتے ہیں۔

ذکر تشریف آوری سرور عالم ﷺ

اے عزیز یہ تو دیکھ یہ ذکر مجید کس کا ہے؟ یہ وہ ہیں جو رسول ہیں اللہ کے اور اللہ کے رسول کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے کما مر

ان کی تشریف آوری کا ذکر تو ان کے تشریف لانے سے پہلے ہی پہلی مرتبہ اللہ عزوجل نے انکی تشریف آوری کا ذکر محفل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بیان فرمایا اور ذکر میلاد کی بناء ڈالی کما قال تعالیٰ: واذ اخذ الله ميثاق النبيّن لما اتيتكم من كتٰب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه ط قال ءاقررتم واخذتم علىٰ ذٰلكم اصرى ط قالوا اقررنا ط قال فاشهدوا وانا معكم من الشٰهدين O فمن تولّٰى بعد ذٰلك فاولٰئك هم الفٰسقون O (ال عمران: ۸۱-۸۲) ''اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں

تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں''۔

اس آیت کریمہ کے مضمون میں تأمل کیجئے کہ کس عظیم الشان اہتمام کا نظام موجزن ہے:۔

1۔ یہ محفل مبارک کہ عام محفل نہیں جس میں ہر قسم کے لوگ شامل ہوں جیسا کہ پہلی مجلس الست بر بکم میں تھا

2۔ اللہ عزوجل نے اقوام عالم کی رہنمائی کیلئے انبیاء مرسلین کو ھادی بنایا اور قوم کو انکا محکوم۔

3۔ اللہ عزوجل نے ہر قوم کے ھادی یعنی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو جمع فرمایا۔

4۔ اس محفل مبارکہ میں اللہ عزوجل نے اپنے محبوب محمد ﷺ کا میلاد یعنی تشریف آوری کو بیان فرمایا۔

5۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے عہد راسخ لیا جا رہا ہے جس سے کائنات کا ھادی اور مملکت الہیہ کے دولہا کی شان وعظمت کو ظاہر کیا جا رہا ہے۔

6۔ اس عہد راسخ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ باعث تخلیق کائنات اور تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سردار گویا نبی الانبیاء یہی رسول ہیں جن کا اسم پاک محمد ہے۔ﷺ

7۔ جس طرح امت پر نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری ضروری ہے اسی طرح انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر اس نبی الانبیاء اور خاتم المرسلین کی اطاعت لازم ہے۔

8۔ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے عہد لیا گیا ہے کہ اگر ان کی موجودگی میں میرا رسول و محبوب محمد ﷺ تشریف لائیں تو ضرور ضرور ان پر ایمان لائیں اور مدد کریں۔

9۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام معصوم ہیں، ان کیلئے صرف ارشاد فرمادینا ہی کافی تھا تو نہ ان سے اقرار کی بات ہوتی نہ بھاری ذمہ داری کی مگر اپنے محبوب کی عظمت کو دکھانا مقصود تھا۔

10۔ اقرار کے بعد پھر گواہی طلب فرمانا اور اپنی گواہی کو مؤکد کرنا انکی شان ظاہر فرمانا مقصود۔

11۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو معصوم ہیں، ان سے اس کا خلاف متصور نہیں مگر کائنات عالم کو یہ بتانا مقصود ہے کہ اس معاملہ میں اگر ہمارے کسی نبی سے بھی کوتاہی ہو جائے تو وہ بھی (معاذ اللہ) اس حکم کا موجب ہوگا۔ یہ صرف ان کو خطاب کر کے کائنات کو بتانا تھا اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی عظمت کا اعلان کرنا منظور تھا۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر گویا میلاد شریف کا پہلا بیان اللہ عزوجل نے فرمایا۔ یہ میلاد شریف کے ثبوت کا چمکتا آفتاب ہمیشہ باقی رہے گا۔ چنانچہ انبیاء و مرسلین صلوٰت اللہ تعالیٰ علیہم اپنے اپنے عہد میں اس آفتاب کی ضیاء باریاں فرماتے اور حضور اکرم سید عالم ﷺ کی تشریف آوری کی خبر اپنی امت کو دیتے اور ان سے ان پر ایمان لانے کی ہدایت فرماتے گویا تشریف آوری سرکار ابد قرار ﷺ کا پہلا بیان اللہ عزوجل نے فرمایا پھر تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام نشر مناقب و ذکر مناصب حضور پرنور ﷺ سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک و مبارک مجالس و محافل ملائک منزل کو حضور ﷺ کی یاد و مدح سے زینت دیتے رہے گویا میلاد شریف یعنی ذکر تشریف آوری حضور پرنور ﷺ ہر زمان و قران میں ہوتا رہا اور انشاء اللہ العزیز ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

علاوہ ازیں وہ معبود حقیقی جو محمد ﷺ کا رب ہے اپنے کلام معجز نظام میں اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کی تشریف آوری کا بیان کیسے پیارے انداز اور گوناگوں کلمات سے

بکثرت مقامات پر بیان فرماتا ہے جس میں سے چند بطور نمونہ پیش ہیں:۔

۱...... ﴿اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے﴾

یاایھاالناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم فامنوا خیرالکم ط (النساء ۱۷۰)

''اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے تو ایمان لاؤ اپنے بھلے کو۔''

دیکھو اللہ جل ومجدہ نے اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا کہ یہ رسول تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے اپنا بھلا چاہو تو ان پر ایمان لاؤ۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا ذکر ہے۔اب جو اس پر ایمان لائے اور ان کی میلاد کی محافل قائم کرائے اس میں اس کا ہی بھلا ہے۔

۲...... ﴿اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے﴾

یاایھاالناس قد جاء کم برھان من ربکم۔(النساء:۱۷۴)

''اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔

یعنی حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی واضح دلیل ہیں،اور دلیل وہ ہے جو دلالت کرے ذات پر اور ذات، پاک ہے کہ وہاں تک کسی کی فہم وعلم کی رسائی ہو چنانچہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح دلیل بنا کر اپنے بندوں کی جانب بھیجا تاکہ وہ اللہ عزوجل کا عرفان حاصل کریں۔ یہاں بھی حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر اور ان کا میلاد بیان کیا جارہا ہے۔

۳......﴿اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے﴾

یااھل الکتٰب قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتٰب و یعفوا عن کثیرط (المائدہ:۱۵)

''اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں''

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر اور میلاد کے بیان کے ساتھ یہ بھی بتایا جا رہا ہے یہ ہمارے رسول تم پر بہت سی وہ چیزیں ظاہر فرماتے ہیں جن کو تم نے کتاب میں چھپا دیا تھا اور بہت سی معاف بھی فرماتے ہیں یعنی یہ اللہ کی جانب سے یہ اختیار رکھتے ہیں کہ چھپی چیزوں کو ظاہر فرماتے اور جس کو چاہتے ہیں ان میں سے بہت کو معاف کر دیتے ہیں۔

۴......﴿اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے﴾

یاھل الکتٰب قدجاء کم رسولنا یبین لکم علیٰ فترۃ من الرسل ان تقولوا ماجاء نا من بشیر و لانذیر ز فقد جاء کم بشیر و نذیر ط۔(المائدہ:۱۹)

''اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا کہ کبھی کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے میلاد کا بیان کرتا اور تشریف آوری کا ذکر فرماتا اور ساتھ ساتھ ان کے اوصاف جمیلہ اور کمالات جلیلہ کا بھی ذکر فرماتا ہے، یہی تو میلاد شریف میں ہوتا ہے۔

۵...... ﴿اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے﴾

قد جاء کم من اللہ نور و کتٰب مبین O (المائدہ:۱۵)

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔"

اس آیت میں حضور ﷺ کو نور اور قرآن کریم کو روشن کتاب فرما کر حضور ﷺ کی تشریف آوری یعنی میلاد کا بیان فرمایا گیا۔

دیکھو اللہ جل مجدہ جو انکا مالک و معبود ہے وہ کیسے پاکیزہ صفات سے ان کی تشریف آوری کا ذکر فرماتا ہے میلاد شریف میں بھی حضور اکرم سید عالم ﷺ کے اوصاف جمیلہ بیان کئے جاتے ہیں۔

۶...... ﴿اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے﴾

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ ج و ان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین O (ال عمران:۱۶۴)

"بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے بے نہایت احسانوں کا ذکر کہ اللہ عزوجل کا مسلمانوں پر ایسا عظیم احسان فرمانا کہ ان ہی میں سے یعنی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی آغوش میں اور سیدی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں اور جناب عبدالمطلب کے خاندان کو اپنے پیارے محبوب سید المرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے عزت بخشی اور رفعت عنایت فرمائی جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت فرماتے اور انہیں خصائل رزیلہ اور کفر و شرک کی نجاست سے پاک فرماتے اور انہیں کتاب و حکمت سکھا کر لوگوں کا راہنما اور پیشوا بناتے حالانکہ اس سے پہلے وہ لوگ صریح گمراہی میں تھے، ان کو ہدایت کے راستہ پر لگایا، ایمان و اسلام عطا فرمایا، دنیا کا حاکم بنایا، یہ کیسا پیارا میلاد شریف بیان فرمایا۔

۷......﴿اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے﴾

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم O (التوبہ:۱۲۸)

"بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان"

اس آیت پاک میں کس انداز کریمانہ سے اپنے محبوب کا میلاد بیان فرمایا کہ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے اور تم میں پیدا ہوئے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے چاہنے والے اور مسلمانوں پر کمال مہربان نہایت مہربانی فرمانے والے تشریف لائے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے مالک و مولیٰ کے احسانات کا جتنا بھی ہو سکے شکر ادا کرتے رہیں اور اللہ اور اسکے رسول کی مہربانیوں اور احسانوں کا خوب

چرچا کریں جیسا کہ میلاد شریف اس کے شکر کی ادائیگی کا ایک بہترین ذریعہ ہے،اس ذریعہ سے مسلمان اپنے مالک ومولیٰ کے احسان،اس محبوب پاک ﷺ کے انعام واکرام اورانکی رحمت عام کو بیان کرتے ہیں۔

حضوراکرم سید عالم ﷺ کی تشریف آوری کے ثبوت میں فقیر نے چند آیات قرآنی پیش کیں،اگر جمع کیا جائے تو اس قسم کی آیات کو تو قرآن میں بکثرت موجود پائیں مگر فقیر نے بطور اختصار اسی پر اکتفا کیا کہ یہ مختصر عجالہ طوالت کا متحمل نہیں اس سے واضح ہوگیا کہ حضور ﷺ کا ذکر قرآن کریم میں بکثرت مذکور وموجود ہے۔

اگر حضور پرنور شافع یوم النشور کی تشریف آوری نہ ہوتی تو رسالت کا ظہور نہ ہوتا نہ نزول قرآن ہوتا نہ اسلام آتا جو کچھ بھی ملا ہے حضور ﷺ کی تشریف آوری کا صدقہ ہے علاوہ ازیں سب سے پہلا میلاد اللہ عزوجل نے محفل انبیاء ومرسلین میں بیان فرمایا،نیز اس کے ماسوا قرآن کریم میں بکثرت ذکر تشریف آوری یعنی میلاد پاک کلمہ جاءکم۔وارسلنا۔وبعث سے کلام فرمایا،تو ذکر تشریف آوری سے نفرت،کلام الٰہی سے نفرت اور کلام الٰہی سے نفرت ایمان واسلام سے نفرت ہے،تو وہ مسلمان ہرگز نہیں ہوسکتا کیوں کہ میلاد شریف معروف ہے ذکر تشریف آوری حضوراکرم سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ سے،باقی رہا مٹھائی اور کھانا اور زینت دینا اور سجانا سب اسی کی تشریف آوری کی خوشی میں جو شرعاً محمود ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیّبٰت من الرزق ط قل ھی للذین امنوا فی الحیوٰة الدنیا خالصة یوم القیٰمة ط (اعراف:۳۲)''تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور پاک رزق،تم

فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص ان ہی کی ہے"۔

معلوم ہوا کہ میلاد شریف کی محفل کو سجانا اور زینت دینا، کھانا کھلانا، یا شیرینی تقسیم کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق صرف ایمان والوں کیلئے ہے، کافروں کا اس میں کوئی حصہ نہیں، جب ہی تو وہ لوگ خود ہی بدعت وشرک کہہ کر دور اور اللہ کی رحمت سے مہجور ہو جاتے ہیں یہ انکی شقاوت قلبی کا انجام ہے۔

پس حضور ﷺ کی تشریف آوری سے نفرت کرنا بکثرت آیات قرآنیہ کا انکار ہے اور تشریف آوری کا ذکر مسعود کرنا اور فضائل وکمالات کا بیان کرنا اپنے ایمان کے اعلان کا بہترین طریقہ ہے خصوصاً ایسے مواقع پر جہاں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی ولادت شریفہ یعنی ذکر تشریف آوری سے نفرت کرنے والے اور حاسدین موجود ہوں، اگر اس پر بدعت وحرام وشرک کا فتویٰ لگانے والوں کو حضور اکرم سید عالم ﷺ کی تشریف آوری کا یقین ہے تو انکے فضائل وکمالات اور تشریف آوری کے ذکر سے نفرت کی وجہ بیان کرنا ضرور اور شرعی قباحت اور اس کے احکام کی تصریح لازم ہے۔ جب تشریف آوری منظور ومقبول تو انکی تشریف آوری اور میلاد کا بیان کرنا لازم تاکہ اعلام عام شہرۂ تام ہو اور مستحکم اساس اسلام ہو اور اللہ حنان ومنان کی نعمت کا چرچا عام ہو یہ حاسد اور منکرین اللہ کی نعمت عظمیٰ کی بے قدری ہی نہیں بلکہ اس کا استخفاف اور اہانت کرتے ہیں، ایسوں ہی کیلئے اللہ واحد قہار فرماتا ہے: الم ترا لی الذین بدلوا نعمت الله کفرا و احلوا قومهم دار البوار ○ (ابراھیم: ۲۸) "کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا" الذین بدلوا نعمت الله کی تفسیر میں سیدی

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نعمت الله محمد ﷺ ۔ ''یعنی نعمت محمد ﷺ ہیں
''اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کی تشریف آوری اللہ کی نعمت ہے کما قال تعالیٰ: و اذ قال
موسیٰ لقومه يقوم اذكروا نعمة الله عليكم اذجعل فيكم انبياء (المائدہ:۲۰)''
اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں
پیغمبر کیے۔'' معلوم ہوا کہ انبیاء کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے
اپنی قوم کو اس کو اس کے ذکر کرنے کا حکم دیا کہ یہ برکات وحسنات کا سبب ہے۔ اس آیت
کریمہ سے بالکل اور قطعی واضح ہو گیا کہ محفل میلاد کا انعقاد اور حضور ﷺ کی تشریف آوری
کا ذکر کرنا موجب برکات وحسنات اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ومطلوب ہے، کیونکہ حضور اکرم سید
عالم ﷺ تو نبی الانبیاء اور سید الرسل ہیں، تو انکی تشریف آوری کا ذکر کرنا اور محفل میلاد کا
انعقاد کرانے کی عظمت وشان کیا ہوگی۔ وہابیہ نجدیہ نے اس نعمت اللہ کو ناشکری (کفر) سے
بدل دیا اور اللہ کے محبوب ﷺ کے ذکر پاک کو روک دیا اور اس پر حکم بدعت وشرک لگا کر
اپنی قوم کو دار البوا میں لا اتار اس سے بڑی شقاوت کیا ہوگی۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی (ﷺ)

اعادہ ذکر ولادت

کثرت محافل میلاد و مجالس ذکر پاک صاحب لولاک نبی الانبیاء سید الاصفیاء حبیب کبریاء ماحی الذنوب والخطاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قلب اعداء پر نہایت شاق ہے، کہ حواس باختہ بدخواسی کے عالم میں کیا کیا نہ کہہ جاتے ہیں مثلاً بیگانگی کے عالم میں لکھ دیا یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یہ لوگ اس سے بھی بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں (ملخصاً براھین صفحہ: ۱۴۸) عالم جنون میں ذکر ولادت شریف کو نفس ولادت لکھ رہا ہے اور ہنود یعنی بت پرستوں سے تشبیہ دیکر بھی جی نہ بھرا تو مسلمانوں کو (معاذ اللہ) ہنود سے بڑھ کر مشرک بتا رہا ہے اور امر ولادت کو فرضی کہہ رہا ہے، اس کا حاصل یہی تو ہوا کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا منکر ہے، اگر تسلیم ہوتی تو عالم ناگواری میں نقل اور مماثلت بتاتا جو ذات اقدس کا منکر ہے تقیناً وہ صفت کا بھی منکر ہے کیوں کہ صفت کا وجود موصوف سے ہے موصوف نہیں تو صفت بھی نہیں ہوسکتی۔

بالفرض اگر اس اصول کو کام میں لائیں تو بہت سے امور دینیہ شرک اور کفر ہو جائیں گے مثلاً ہندو ہر سال تیرتھ کیلئے ہردوار جاتا ہے وہاں سے گنگا جل بھر کے لاتا ہے، مسلمان ہر سال حج کیلئے مکہ مکرمہ جاتا ہے اور وہاں سے زمزم شریف لاتا ہے تو ان کا بڑا بھائی ہندو یا عیسائی یہی کہے گا کہ اگر ہندو ہردوار جاتا اور گنگا جل لاتا ہے تو مسلمان بھی مکہ شریف

جاتا اور زمزم شریف لاتا ہے اور ہندو تو سال میں ایک دفعہ ہردوار جاتا ہے، ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں (معاذ اللہ) یہ خرافات فرضی بنا کر عمرہ کے نام پر مکہ شریف جائیں اور زمزم شریف لیکر آئیں۔ پوری انکی وہی عبارت ان پر الٹا دی جائے تو پھر شرک کے پھندے سے ان کو کون بچائے ...... ہے کوئی فارمولا ؟ ایسا کہ ایک کیلئے ایمان اور دوسرے کیلئے شرک ثابت کر دے۔

حج وعمرہ ہم بھی کرتے ہیں، ہم سے اگر پوچھے گا تو ہم اپنا اصول جو اللہ عزوجل نے عطاء فرمایا پیش کر دیں گے۔ کما قال تعالیٰ: اللہ ولی الذین امنوا لا یخرجھم من الظلمت الی النور ۵لا والذین کفروا اولیئھم الطاغوت لا یخرجونھم من النور الی الظلمت ط اولئك اصحب النار ج ھم فیھا خلدون O (البقرہ:۲۵۷) ''اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے، اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں الخ..................''

ہمارا معاملہ اللہ والوں سے بندھا ہوا ہے اور ان کا معاملہ ہنود اور شیطانوں سے ملا ہوا ہے اللہ عزوجل نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت و تشریف آوری آسمانوں پر انبیاء و مرسلین کی محفل میں ارشاد فرمایا، اور اس کا کوئی وقت مقرر و متعین نہ فرمایا۔ مزید براں قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر ذکر تشریف آوری بیان فرمایا اور اس ذکر تشریف آوری کو نہ فرض کیا نہ واجب فرمایا، اپنے بندوں کی الفت اور محبت پر چھوڑ دیا اور ارشاد فرمایا: قل ان کان اباؤ کم و ابناؤ کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ

و رسوله و جهاد فی سبیله فتربصوا حتیٰ یاتی الله بامره ط والله لا یهدی القوم الفسقین O (التوبہ:۲۴) ''تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ سب چیزیں اللہ اور اسکے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا''

معلوم ہوا کہ تمام جہاں سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جان دینا اللہ عزوجل کو محبوب و مطلوب ہے اسی واسطے مسلمان انکی یاد میں میلاد کراتے اور بکثرت ان کا ذکر کرتے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے اور اعدائے دین ان کے ذکر سے عداوت ونفرت کرتے اور جلتے ہیں۔

الحاصل جس مسلمان کو جتنی زیادہ ان کی محبت ہے وہ اسی طرح بکثرت ان کا ذکر و قیام کرتا صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے اور جس شخص کو جتنی زیادہ عداوت ونفرت، وہ اسی قدر ان کے ذکر و قیام، صلوٰۃ والسلام سے چڑتا دل ہی دل میں جلتا، یہاں تک کہ جب ضبط کی طاقت نہ رہتی تو منہ سے خرافات بکتا اور ذکر ولادت شریف کو کنھیا کا سانگ اور مسلمانوں کو ہنود سے بڑھ کر مشرک کہتا اور اللہ واحد قہار کے قہر سے نہیں ڈرتا، مسلمانوں کو مشرک اور ہندو بت پرستوں کو اپنا بھائی اور عزیز سمجھتا ہے۔

عزیزان ملت! غور طلب یہ امر ہے کہ سیدہ ھاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدنا اسمٰعیل

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ہیں اور سیدنا ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ نہ تو نبی ہیں نہ رسول ہیں۔ سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب پیاس کی شدّت سے مضطرب دیکھا تو ان کی محبت ہی تو تھی کہ تلاش آب میں صفا اور مروہ کے مابین سعی فرمائی، اللہ عز وجل کو یہ ادا ایسی پسند آئی کہ قیامت تک کیلئے مسلمانوں پر یہ سعی کرنا واجب فرمادیا، خواہ وہ حج کرے یا عمرہ سعی کرنا واجب ٹھہرا تو غور فرمایئے کہ جب سید المحبوبین خلیفۃ اللہ اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کی ایسی جانفزا اور روح افزا ولادت شریفہ کیوقت اوراس کی عظمت وشان کا عالم کیا ہوگا۔

ع کوئی اندازہ کرسکتا ہے بھلا ان کی شان وعظمت کا

پس اس ساعت سعید اور ذکر حمید کو نہ واجب فرمایا نہ فرض کیا ایمان والوں کی محبت کا امتحان لیا۔ حدیث پاک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول: عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہٖ و ولدہ والناس اجمعین (بخاری ومسلم) ''سیدی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔'' معلوم ہوا کہ ایمان صرف حضور اقدس ﷺ کی تعظیم ومحبت وعظمت کا نام ہے تو جس کے دل میں تعظیم ومحبت وعظمت زائد اسی قدر اس کا ایمان اکمل اور جس قدر کم اتنا ہی ایمان ناقص اور جس کے دل میں بالکل نہیں وہ مطلقاً کافر ہے۔ حدیث پاک اپنے ظاہر پر محمول ہے بیشک جب تک دینی ایمانی ایقانی اختیاری میں محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام جہاں اور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے ہرگز مؤمن نہیں۔

انزال کتب وارسال رسل بلکہ تخلیق آدم و عالم سب اظہار عظمت عظیمہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کیلئے ہے ابن عساکر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت جل جلالہ نے حضور پرنور سید عالم ﷺ کو وحی بھیجی اگر میں نے ابراھیم کو خلیل کیا تو تمہیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ عظمت میں عزت وکرامت والا کوئی نہ بنایا ولقد خلقت الدنیا و اھلھا لا عرفھم کرامتك و منزلتك عندی ولو لاك ما خلقت الدنیا ۔ ''میں نے دنیا اور مخلوق دنیا اسی لئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت اور عزت تمہاری ہے ان پر ظاہر فرمادوں اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا'' یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دار الجزا ہے اور دار الجزاء کو دار العمل کا تقدم ضروری جب دار العمل بلکہ عالمین ہی نہ ہوتے دار الجزاء کہاں سے آتی حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی کہ حضرت عزت جل جلالہ نے آدم علیہ السلام کو وحی بھیجی: لولا محمد ما خلقتك ولا ارضا ولا سماء ''اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تجھے پیدا کرتا نہ آسمان وزمین بناتا'' (ﷺ)

الحاصل ایمان نام ہے محمد ﷺ کی محبت کا اور جس کو کامل محبت ہوتی وہ ہر آن اسی محبوب کے گن گاتا، ذکرواذکار کرتا ہے لہذا ان کی تشریف آوری کا تذکرہ (میلاد شریف) امتثال امرالٰہی ہے۔ کما قال تعالیٰ واما بنعمۃ ربك فحدث ○ (والضحیٰ) ''اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو'' حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے موازنہ کیجئے کہ جب نبی کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کما قال تعالیٰ: واذ قال موسیٰ لقومہ یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذجعل فیکم انبیاء (المائدہ:۲۰)''

اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے کہ اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں پیغمبر کیئے"۔

جب نبی کی تشریف آوری اللہ کی نعمت ہے تو نبی الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری اللہ حیؔ و باقی کی کیسی عظیم الشان نعمت ہوگی گویا تمام نعمتوں سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا نعمت ہے اور فرمایا جاتا ہے: اذکرو نعمة الله گویا اللہ کی نعمت کا خوب ذکر کرو چرچا کرو۔ بحمدہ تعالیٰ میلاد شریف میں اس نعمت عظمیٰ کا خوب چرچا بھی ہوتا اور محبت کا اظہار اور تعظیم و عظمت (جیسا کہ قیام و سلام سے واضح ہے) کا اقرار ہوتا ہے اور قرآن و حدیث سے یہ معلوم ہوگیا کہ حضور اکرم سید عالم ﷺ کی محبت اور تعظیم و عظمت ہی میں ایمان ہے جس کے دل میں زائد اسکا ایمان اکمل اور جس کے دل میں کم اس کا ایمان ناقص اور جس کے دل میں قطعاً نہیں وہ کافر ہے غور فرمایئے جس کے دل میں محبت و عظمت قطعاً نہیں مگر اس کو نفرت بھی نہیں وہ تو کافر ہے مگر جس کے دل میں محبت و عظمت نہ ہو اور نفرت و عداوت ہو اس کا کیا حشر ہوگا۔ (معاذ اللہ) پس جو لوگ ذکر تشریف آوری (میلاد شریف) سے چڑتے اور جلتے ہیں اور اس کے خلاف شرک و بدعت کے فتویٰ لگاتے ہیں ان کا انجام کیا ہوگا اس سے ثابت ہوا کہ آج ذکر ولادت شریف شرائط ایمان سے ہے جو اس کا قائل وہ ایمان پر قائم جو اس سے نفرت رکھے وہ ایمان سے خالی ہے کہ یہی تشریف آوری ہے جسکے طفیل دنیا قبر حشر برزخ آخرت غرض ہر جگہ ہر آن نعمت ظاہر و باطن سے ہمارا ایک ایک رونگٹا فیضیاب اور بہرہ مند ہے اور رہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اپنے رب کے حکم سے اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا محفل میلاد شریف میں خوب ہوتا ہے۔ محفل میلاد آخر وہی شے ہے جس کا حکم رب العزت دے رہا ہے: واما بنعمة ربك فحدث ۝ ۔ محفل میلاد کی حقیقت مجمع مسلمین کو حضور اقدس

ﷺ کی تشریف آوری اور فضائل جلیلہ اور کمالات جمیلہ کا ذکر سنانا ہے لڈو، بالوشاہی بانٹنا یا طعام و شیرینی کی تقسیم اس کا جز حقیقت نہیں، یہ تو انکے ذکر پاک کی خوشی میں فی سبیل اللہ دعوت الی الخیر ہے دعوت الی الخیر بے شک خیر ہے، اللہ فرماتا ہے: ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ ''اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے''۔ جتنی تکرار اور کثرت سے یہ اہتمام کرے اتنا ہی برتر و بالا و افضل و اعلیٰ ہے کہ محبّ تو اپنے محبوب کے ذکر میں لذت قلبی اور خوشی اور انبساط اور طمانیت پاتا ہے۔

برتری اور افضلّیت

عزیزان ملّت ! شب قدر کون سی رات ہے؟ جسکو آپ رمضان المبارک کے عشرہٗ آخر میں تلاش کرتے ہیں اور اس کی تلاش میں پورے عشرہ کی طاق راتوں میں شب بیداری اور عبادت کرتے ہیں حالانکہ یہ شب بیداری اور عبادت نہ فرض ہے نہ واجب مگر صالحین مصروف عبادت ضرور رہتے ہیں یہی تو وہ رات ہے جسکے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

بسم الله الرحمٰن الرحيم O انا انزلنٰه فى ليلة القدر O وما ادراك ما ليلة القدر O ليلة القدر خير من الف شهر O تنزل الملئكة و الروح فيها باذن ربهم ج من كل امر O سلٰم قف هى حتى مطلع الفجر O (القدر، پ،۳۰) ’’بے شک ہم نے اسے (قرآن) شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا ہے شب قدر۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبرائیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کیلئے، وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔‘‘

غور طلب یہ امر ہے کہ قرآن حکیم کے نزول کی وہ ساعت جس کے طفیل میں پوری شب کو وہ مرتبہ ملا کہ وہ ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہوگئی اور جس ماہ میں قرآن کریم نازل فرمایا

گیا اس کے بارے میں ارشاد فرمایا جاتا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القران ھدی للناس و بینٰت من الھدیٰ و الفرقان (البقرہ:۱۸۵) ''رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کیلئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔'' تو جس ماہ میں قرآن کریم نازل فرمایا گیا اس ماہ کو رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمادیا اور جس شب کی ساعت میں نازل فرمایا اس شب کو ہزار ماہ سے بہتر کردیا۔ اس رات میں فرشتے اور جبرئیل علیہم الصلوٰۃ والسلام اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کیلئے اور جو صالحین مؤمنین اس شب میں عبادت میں مصروف ہوتے ہیں ان کو سلام کرتے ہیں صبح چمکنے تک یہ سلامتی کا دور رہتا ہے۔

اللہ کی شان وقدرت ملاحظہ کیجئے، ایک شب جو قدر کہلاتی ہے، رمضان المبارک کے عشرۂ آخر کی طاق راتوں سے ایک رات ہے اور دنیا کی تمام مساجد میں مؤمنین صالحین کا اجتماع اور ہر جگہ ملائکہ اور جبرئیل علیہم الصلوٰۃ والسلام کا موجود ہونا اور سلامتی بھیجنا عقل سے وراء کوئی اس کی شان وقدرت کو کس طرح اپنی عقل سے ادراک کرسکتا ہے، ہرگز نہیں سوائے ایمان لائے اور یقین کامل کے کوئی چارہ نہیں۔ اور اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ ساعت جس میں قرآن کریم نازل ہوا ایسی عظیم الشان رات و ماہ ہوگئے مگر یہ تو غور فرمائیں کہ جس قلب اطہر پر نازل فرمایا گیا جو اس کی تجلی گاہ بنا اس کی عظمت وشان کا کیونکر اندازہ ہوسکے گا۔ قرآن حکیم سے سنئے کہ کس کے قلبِ منور پر نازل فرمایا گیا: وانہ لتنزیل رب العلمین ○ نزل بہ الروح الامین ○ علیٰ قلبک لتکون من المنذرین۔ (الشعراء: ۱۹۲ تا ۱۹۴) ''اور بیشک یہ قرآن رب العلمین کا تارا ہوا ہے اسے روح الامین (جبرائیل

علیہ السلام) لیکر اترا (اے محبوب) تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ۔"

معلوم ہوا کہ اس قرآن عظیم کو اللہ رب العلمین نے اتارا اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکر اترے اور حضور اکرم سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور پر اتارا گیا۔ غور طلب یہ امر ہے کہ وہ ساعت جس میں قرآن حکیم نازل فرمایا اس کے طفیل میں شب کامل ایسی عظمت والی ہوگئی کہ وہ رات ہزار ماہ سے بہتر اور وہ ماہ کامل جس میں نازل فرمایا گیا، رمضان المبارک رحمتوں او برکتوں سے بھر دیا گیا، اب یہ تو سوچئے کہ جس میں اتارا اس کی عظمت کا یہ عالم ہے، تو جس قلب اطہر پر نازل فرمایا گیا جو اس کی منزل گاہ بنا اس کی عظمت وشان کا کیا عالم ہوگا؛

ع کوئی قیاس کرسکتا ہے انکی شان وعظمت کا

وہ قلب جس کو اللہ ملک القدوس نے ازل ہی میں نزول قرآن کیلئے منتخب فرمالیا تھا تو جس رات وہ عظیم المرتبت وجود نے ظہور اجلال فرمایا اس شب کی عظمت وشان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے، تو اس کی خوشی میں ان کی ولادت شریفہ کا ذکر کرنا اور فضائل کمالات بیان کرنا رب العلمین کو کس قدر محبوب ومطلوب ہوگا، اس کا کوئی قیاس نہیں کرسکتا۔ پس جو اس کے مخالف ہیں اور اس پر بدعت وشرک کا فتویٰ لگانے والے ہیں وہ حقیقۃً قہر الٰہی میں گرفتار ہیں، یہ ایک علامت غضب جبار اور قہر قہار کی ہے جو انکے وجود سے ظاہر ہوئی۔

عزیزان ملّت ! ایسے لوگوں سے ہمیشہ دور ونفور رہو، ہرگز ان کے فریب میں نہ آنا، ایک سبق ضرور یاد کرلیجئے، وہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کتاب مبین نازل فرمانے والا رب العلمین

،لانے والے روح الامین ، جائے نزول قلب سید المرسلین صلوٰت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب نزول ساعت کی عظمت کا یہ عالم کہ شب کامل ہزار ماہ سے بہتر ہو جائے ، وہ ماہ رحمت و برکت سے بھر دیا جائے ،تو جائے نزول جو اس کتاب مبین کا گھوارہ بنا اس کی عظمت وشان کے عالم کو کون قیاس کرسکتا ہے، یقیناً وہ قیاس سے بہت بالا کہ حواس وادراک کا وہاں گزر نہیں ،اس نعمت رب العٰلمین کے شکرانے میں ہر آن ان کی یاد رہے، روزانہ محفل میلاد رہے، ہر وقت لب پر درود وسلام رہے تو بھی اس نعمت عظمٰی کا حق ادا نہ ہوگا۔

عزیزان ملّت ! یہ تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری بالفاظ دیگر میلاد شریف اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں بکثرت بیان فرمایا۔ اب آپ کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ خود حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اپنا میلاد شریف بیان فرمایا۔ اس کے واسطے آپ کو حدیث شریف کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

حدیث اوّل

مشکوٰۃ میں ترمذی سے بروایت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں **محمد** ہوں ، عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو مجھ کو اچھے گروہ میں بنایا یعنی انسان بنایا، پھر انسان میں دو فرقے پیدا کیے عرب اور عجم مجھکو اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا، پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے تو مجھکو سب سے اچھے قبیلے

میں پیدا کیا یعنی قریش میں، پھر قریش کے کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا یعنی بنی ہاشم میں پس میں ذاتی طور بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔" اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا میلاد ہی تو بیان فرمایا۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا میلاد بیان کرنا واضح ہے۔

حدیث دوم

مشکوٰۃ میں مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع سے مروی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہیں کہ:

"**اللہ تعالیٰ** نے اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور ہاشم میں سے مجھ کو" یہ بھی میلاد کا بیان ہے

حدیث سوم

ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منتخب کیا آگے وہی پوری حدیث ہے۔"

حدیث چہارم

مشکوٰۃ شریف میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"میں کون ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا میں رسول تو ہوں مگر دوسرے فضائل حسبی نسبی بھی رکھتا ہوں، چنانچہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا اور ان کے بہترین یعنی انسان میں سے کیا، پھر ان انسانوں کو دو فرقے عجم اور عرب بنائے تو مجھ کو بہترین فرقے عرب میں کیا، پھر ان عرب کو مختلف قبیلے بنائے، مجھکو بہترین قبیلہ قریش میں بنایا پھر ان قریش کو کئی خاندان بنائے مجھ کو بنی ہاشم میں بنایا، پس میں ذات کے اعتبار سے بھی افضل ہوں، اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے افضل ہوں۔" یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف کا بیان کرنا ہے۔

حدیث پنجم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاخر بیان کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ حسان کی تائید روح القدس سے فرماتا ہے، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہیں گے"

روایت کیا اس کو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ۔

یہی سنت مطہرہ آج اہلسنت (بریلویوں) میں جاری اور ساری ہے یعنی حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات بیان کرنا اور آپ کے فضائل اور مناقب کو نعت کی

صورت میں پیش کرنا اور آپ کے دشمنوں اور بدگویوں کی نقاب کشائی کرنا تاکہ مسلمان ان کی صحبت سے بچیں اور دور رہیں۔

یہ ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر جسکو عرف عام میں میلاد شریف کہتے ہیں، اگر تعصب اور عناد سے قطع نظر کریں اور غور و خوض کریں تو ان کا میلاد یعنی تشریف آوری کا ذکر تو ہر کلمہ گو کرتا ہے، مگر فرق اتنا ہے کہ ہم مسرور ہو کر اقرار کرتے ہیں اور وہ لوگ مجبور ہو کر اقرار کرتے ہیں، بھلا کون سا ایسا آدمی ہے اگر چہ کسی جماعت اور کسی فرقہ سے تعلق رکھتا وہ لاالہ الاالله کے ساتھ محمد رسول الله (ﷺ) نہیں کہتا؟ یہ محمد رسول الله (ﷺ) کا اقرار کرنا کیا ہے؟ یہی کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول یعنی بھیجے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عز وجل ارشاد فرماتا ہے: ''قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا'' (بنی اسرائیل: ۹۳) ''تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں، مگر بشر اللہ کا بھیجا ہوا'' ۔ معلوم ہوا کہ حضور پرنور ﷺ وہ بشر ہیں جن کو اللہ نے بھیجا۔

خلاصہ

اللہ عز وجل نے ہماری طرف بھیجا، ہم نے اقرار کیا کہ وہ آئے، یہی تو ذکر تشریف آوری بالفاظ دیگر ذکر ولادت شریف جس کو عرف عام میں میلاد شریف کہتے ہیں، گویا ہر کلمہ گو حضور ﷺ کی تشریف آوری کا اقرار کرتا ہے اگر چہ میلاد شریف با ہتمام تام ذکر تشریف آوری کے ساتھ فضائل و کمالات بھی بیان کئے جاتے ہیں اگر چہ حقیقت میلاد شریف ذکر ولادت شریف ہے جو ہر مسلمان کہلانے والا اس کا اقرار کرتا ہے، اگر چہ کچھ مسرور ہو کر کرتے ہیں

اور کچھ مجبور ہو کر کرتے ہیں، اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ ذکر ولادت شریف شرائط ایمان سے ہے، جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا منکر ہو، وہ مسلمان کیسے ہو سکتا ہے؟ رہا مسئلہ بشر کا تو بشر ہم بھی کہتے ہیں جن یا فرشتہ نہیں کہتے مگر اپنی طرح بشر نہیں کہتے، خیر البشر اور افضل البشر کہتے ہیں، رہا خوشی اور انبساط کا مسئلہ تو یہ ہماری اختراع اور ایجاد نہیں بلکہ یہ سب کچھ اللہ عزوجل کی مرضی اور منشاء کے مطابق ہے۔

شکم مادر میں جلوہ فرمائی

منقول ہے کہ جس رات آمنہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس نور مقدس سے مشرف ہوئیں، انوار تمام عالم تاباں اور خوشی کے آثار اطراف زمین میں نمایاں ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام کو حکم پہنچا کہ علم سبز محمدی کعبہ کی چھت پر کھڑا کریں اور عالم کو بشارت دیں کہ نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شکم آمنہ پاک میں قرار پایا۔ بہترین خلائق بہترین امم پر مبعوث ہوگا خوشا نصیب اس امت کا جسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سا پیغمبر ملے۔ اس رات زمین و آسمان میں ندا ہوئی کہ نبی آخرالزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظہور کا وقت ہزاروں برکات و سعادت کے ساتھ نزدیک آیا جنگل کے جانور اور قریش کے چار پائے باہم مبارک باد دیتے اور کہتے قسم خدا کی بی آمنہ کے حمل میں خدا کا رسول ہے، یہ امان دنیا اور سراج اہل زمین ہے اور بہترین امم پر مبعوث ہوگا۔'' (سرور القلوب ذکر المحبوب: صفحہ:۱۱) ابن جوزی فرماتے ہیں ''جس رات آمنہ پاک اس نور کی حامل ہوئیں انوار تمام عالم میں تاباں اور خوشی کے آثار اطراف زمین میں نمایاں ہوئے۔ عالم بالا میں ندا ہوئی کہ عرش کرسی کو انوار سے روشن کریں اور حوریں بہشت کا زیور پہنیں، رضوان جنت کے دروازے کھول دے، اور مالک درکات دوزخ بند کرے۔ مشام ملائکہ مقربین عطر قدس سے معطر کریں، اور فرش نورانی ان کی ضیافت کیلئے بچھائیں، رحمت کے فرشتے زمین پر جائیں اور اس کے چار طرف صف باندھیں، کہ وہ دُر مکنون اور سر مخزون جو ازل سے میرے خزانہ قدرت میں تھا، آج اپنی ماں کے پیٹ میں آیا

اور جبرائیل امین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو حکم پہنچا کہ علم سبز محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کعبہ کی چھت پر کھڑا کریں اور سب عالم کو خوشخبری سنادیں کہ نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آمنہ کے رحم میں قرار پایا بہترین خلائق بہترین امم پر مبعوث ہوگا، خوشا نصیب اس امت کا جسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سا پیغمبر ملے۔ اس رات زمین و آسمان سے یہ آواز پیدا ہوئی کہ نبی آخرالزماں کے ظہور کا وقت ہزار برکات کے ساتھ نزدیک آیا اور سب روئے زمین کے بت اوندھے گر پڑے، فرشتوں نے ابلیس کے تخت کو دریا میں ڈالا، الغرض اس رات شیاطین پر انواع انواع مصیبت اور آدمیوں پر طرح طرح کی برکت نازل تھی۔ اس لئے امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ رات شب قدر سے بمراتب افضل ہے۔" (ملخصاً الکلام الاوضح: صفحہ ۹۳)

فرماتے ہیں "جب ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوا عالم، انوارِ آسمانی سے منور ہو گیا اور بی آمنہ کے دل میں عجیب طرح کی خوشی پیدا ہوئی، کبھی عالم رویا میں ان کو بشارت دی جاتی، کبھی بیداری میں فرشتوں کی تسبیح وتہلیل کی آواز آتی، ساتویں شب ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں: اے آمنہ! تجھے بشارت ہو کہ ترے پیٹ میں رسول اعظم اسمائے حسنیٰ اور آیات کبریٰ پیدا ہوگا۔ پھر تو فرشتے رات دن آمنہ کے پاس رہتے اور پرند خوشی سے چہچہے کرتے گیارھویں رات کو فرشتے تسبیح و تقدیس میں مشغول رہے، بارھویں شب منادی نے ندا کی: اے آمنہ! تجھے اس مولود کے ساتھ بشارت ہو، جو آج تیرے یہاں پیدا ہوگا، وہ آفتاب فلاح وہدایت ہے، اس کا نام محمد رکھنا (صلی اللہ علیہ وسلم) اس رات انوار زمین و آسمان میں تاباں اور ستارے زمین کی جانب مائل تھے، ملائکہ سبع سمٰوٰت ساتوں آسمانوں کے فرشتے زمین پر اُترتے اور جبرائیل اور اسرافیل مولود شریف

میں حاضر ہوئے، عرش ذوق وشوق میں ہلتا تھا، زمین طرح طرح سے ناز کرتی تھی، بت اوندھے اور شیاطین زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، دریائے ساوہ خشک اور وادی سماوہ میں دریا جاری ہوا، محل بادشاہ ایران کا شق ہوا، اور چودہ برج گر پڑے اور ایک علم (جھنڈا) مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا بام پر نصب ہوا، اکناف عالم میں شور تھا اور فرشتے قدوم والا کے منتظر کہ وہ آفتاب عالمتاب ہزاروں جاہ وجلال کے ساتھ مسند ظہور پر جلوہ افروز ہوا، اور تمام عالم کو کہ ظلمت کفروشرک میں مبتلا تھا جمال منور سے روشن کیا" (سرور القلوب: صفحہ ۱۱۔۱۲) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اول کلمہ جو زبان فیض ترجمان سے نکلا یہ تھا: اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا۔ قسطلانی اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ بعد ولادت کے آپ نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اور انگشت مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا: لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ بعض روایت میں آیا ہے کہ جناب الٰہی میں عرض کیا: رب حب لی امتی اے اللہ میری امت مجھے بخش دے۔ خطاب ہوا وجلتك امتك باعلیٰ همتك۔ میں نے تیری امت بسبب تیری بلند ھمت کے تجھے بخشی۔ پھر فرشتوں کو ارشاد ہوا: اشهدوا یا ملائکتی ان حبیبی لا ینسیٰ امته عند الولادة فکیف نساها یوم القیمة۔ اے میرے فرشتوں گواہ رہو کہ میرا حبیب اپنی امت کو نہ بھولا وقت ولادت تکے تو قیامت کے دن کب بھولے گا۔ (سرور القلوب، صفحہ ۱۳:۱۳)

عزیزان ملّت! اللہ ذوالجلال والاکرام نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کی تشریف آوری یعنی ولادت مبارکہ کی خوشی میں کیسے کیسے انواع و اقسام کے سامان سرور اور انبساط کے مہیا فرمائے۔ ان کی تشریف آوری کی خوشی میں فرشتوں کی بارات آسمانوں سے اُتاری اور جشن ولادت نہایت شان و شوکت سے دکھایا، تین علم (جنڈے) مشرق مغرب بام کعبہ پر نصب فرمائے۔ سیدنا جبرائیل اور سیدنا اسرافیل علیہم الصلوٰۃ والسلام مولود شریف میں حاضر ہوئے عرش اعظم خوشی میں ذوق وشوق سے جھومتا اور زمین طرح طرح سے ناز کرتی اکناف عالم میں شور اور فرشتوں کا اژدھام قدوم والا یعنی تشریف آوری اور جلوہ فرمائی کے منتظر کہ وہ آفتاب عالم تاب یعنی محمد رسول اللہ ﷺ ہزاروں جاہ وجلال کے ساتھ مسند ظہور پر جلوہ افروز ہوا۔

اللہ قادر و قیوم نے اپنی شان وعظمت اور رحمت و رافت کے لائق ان کی تشریف آوری ولادت مبارکہ کا جشن جس طرح چاہا خلق پر ظاہر فرمایا، اسی عظیم نعمت وعظمت کی یاد میں مسلمانان عالم یعنی اھلسنت جو "**بریلوی**" سے معروف ہیں ہمیشہ اس یاد کو تازہ رکھتے ہیں، اللہ عزوجل نے شرق وغرب و بام کعبہ پر علم (جھنڈے) نصب فرمائے کہ جھنڈوں کے ذریعے اس یاد کو تازہ رکھتے اور اپنی بساط بندگی کے لائق جشن مناتے، خوشیاں کرتے۔ اللہ کا دیا ہوا مال اللہ کی راہ میں لٹاتے، کھانے پکواتے ہیں دیگیں چڑھاتے، عام مؤمنین کو بطیب خاطر تواضع کے ساتھ کھلاتے، گویا اللہ قادر و مختار نے اپنی شان کے لائق جشن ولادت حبیب پاک عالم میں ظاہر فرمایا اور اس کے مؤمن بندے اپنی کم ظرفی بساط

کے لائق جشن ولادت مناتے اور اپنی استطاعت کے مطابق خوشیاں مناتے شیاطین اسوقت بھی حیران پریشان زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، آج بھی شیاطین غم ناک حیران پریشان اپنا منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔

صدقات

کھانا کھلانا، دیگیں پکوانا، شیرینی بانٹنا، وغیرہم کہ محفل میلاد شریف میں ان امور کا اہتمام ہوتا ہے، وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ اس پر اسراف کا نام دیکر حرام کا حکم لگاتے ہیں ۔افسوس کہ مولوی کہلاتے لیکن اسراف کی تعریف بھی نہیں جانتے، اعلم، جو مال گناہ میں خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے، چنانچہ ابن حاتم نے امام مجاہد تلمیذ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی: لو انفقت مثل ابی قیس ذھبا فی طاعة الله لم یکن اسرافا و لو انفقت صاعا فی معصیة کان اسرافا ۔ ''اگر تو پہاڑ برابر سونا طاعت الٰہی میں خرچ کردے تو اسراف نہیں اور اگر ایک صاع جو گناہ میں خرچ کرے تو اسراف ہے''۔اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں مال خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اس پر کوئی حد مقرر نہیں فرماتا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ و انفقوا فی سبیل الله و لا تلقوا بایدیکم الی التهلکه و احسنوا ان الله یحب المحسنین (بقرہ:۱۹۵) ''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کو محبوب ہیں''، معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا ہلاکت ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اللہ کو محبوب ہیں۔دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: یایها الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیه و لا خلة و لا شفاعة ۔ و الکفرون هم

الظلمون ۔ (بقرہ:۲۵۴) ''اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہے نہ کافروں کیلئے دوستی اور نہ شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں''۔ اللہ واحد و قہار حکم دیتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو موت آنے سے پہلے۔ تیسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا ؕ ھو خیر مما یجمعون۔ (یونس:۵۸) ''تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے''۔

حضور اکرم سید عالم ﷺ کی ذات گرامی جیسی کونسا فضل و رحمت کہ حضور رحمۃ اللعلمین ہیں ان کی تشریف آوری اور ولادت مبارکہ پر خوشی منانا اور اپنا دھن دولت اور مال و متاع خرچ کرنا کھانے پکانا اور مؤمنین کو کھلانا یا شیرینی تقسیم کرنے میں جو مال بھی خرچ کیا جائے وہی بہتر ہے، اس خوشی کے مقابلہ میں مال و متاع کوئی چیز نہیں ہے۔ چوتھی جگہ ارشاد فرماتا ہے: الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ○ (بقرہ: ۲۶۲) ''وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم''۔

حاصل کلام یہ کہ جو بھی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے وہ طعن اور ریا سے پاک خالص اللہ کی خوشنودی کیلئے خرچ کیا جائے۔ اگر اس پر کوئی بد باطن ریا کاری کا الزام لائے کہ میلاد شریف ریا اور شہرت کیلئے کی جاتی ہے، تو یہ اس کی بدگمانی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کی نیت پر حکم لگانا سخت حرام۔ کما قال تعالیٰ: یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا

من الظن . ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا . ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتا فكرهتموه واتقوا الله (الحجرات:۱۲)''اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو۔''

اللہ واحد وقہار کہ گمانوں کی کثرت سے منع فرماتا ہے چہ جائیکہ کسی مسلمان پر بدگمانی کرے اور اس کی عیب جوئی کے درپے رہے، یہ تو سخت حرام ہے اور ریا کاری کا الزام صرف میلاد شریف ہی پر موقوف نہیں، اگر نماز بھی ریا کاری کیلئے ہو تو ریا کار کی نماز بھی نامقبول بلکہ حرام ہے، تو کیا ریا کاری کو حیلہ بنا کر مسلمان مسجد میں جانا اور نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔ اسی پر میلاد شریف کو قیاس کر لیجئے کہ دشمنوں کے بہتانوں کی وجہ سے مسلمان میلاد شریف کرانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سننا اور فضائل وکمالات بیان کرنا چھوڑ دیں گے؟ یہ ریا کاری اور تکلیف دینا اور احسان رکھنا بحمدہ تعالیٰ مؤمنین اہلسنت (بریلوی) حضرات کے حصہ میں نہ آئی، بلکہ اس کی پوری کمائی شیطان نجدی نے اُٹھائی اور احسان رکھنے اور تکلیف دینے پر ہر آن کمربستہ رہنا ان ہی لوگوں کا شعار رہا ہے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تمام انبیاء ومرسلین وملائکہ وملائکہ مقربین واولیاء صالحین سب کو (معاذ اللہ) چمار سے بھی زیادہ ذلیل لکھ دیا ملاحظہ ہو تقویت الایمان صفحہ:۲۷۔ اور تبلیغی جماعت کے سفر کے متعلق مولوی الیاس کاندیلوی بانی تبلیغی جماعت فرماتے ہیں:'' یہ سفر غزوات ہی کے سفر کے خصائص اپنے اندر رکھتا ہے'' (ملفوظات الیاس:صفحہ:۷۶)

غزوات اس جہاد کو کہتے ہیں جس میں بنفس نفیس خود حضور ﷺ نے شرکت فرمائی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جو جہاد کئے ان کو سرایا کہتے ہیں اس سے بڑھ کر احسان رکھنا اور تکلیف دینا اور کیا ہوگا؟

آیت ،۵۔ اللہ عزوجل گواہی دیتا ہے مؤمنین کے بارے میں: ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا O انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا O (الدھر:۸۔۹) ''اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خاص اللہ کیلئے کھانا دیتے ہیں تمسے کوئی بدلہ یا شکرگزاری نہیں مانگتے''

یہ ہیں مؤمنین جو خالص اللہ کیلئے انفاق کرتے ہیں احسان نہیں جتاتے۔

آیت ،۶۔ نیز اللہ عزوجل فرماتا ہے: لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ و الکتب والنبیّن ۚ و اتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمسکین وابن السبیل ۙ والسائلین و فی الرقاب ۚ (البقرہ:۱۷۷) ''کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو، ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے، رشتیداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردن چھڑانے میں''

معلوم ہوا کہ سب سے اہم اور اول ایمان لانا ہے، اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پہ جو انبیاء اور ملائکہ یعنی بڑی مخلوق کو (معاذ اللہ) چمار سے زیادہ ذلیل بتائے وہ تو

جھٹلانے والا ہے ان سب ہی کو۔ جب وہ ایمان سے خارج تو اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں بلکہ تمام اعمال مردود ہیں، اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے جہاد کی ہمسری کرے اور اپنے گھومنے پھرنے کو غزوات ہی کا سفر بتائے وہ بھی ایمان واسلام سے خارج اور مؤمن صرف یہی نہیں کہ غرباء اور یتما اور مساکین ہی کو کھلاتے بلکہ اپنے اعزا اور رشتہ داروں کو بھی کھلاتا اور دیتا ہے، میلاد شریف میں اسکا کامل مظاہرہ ہوتا ہے اور بلا امتیاز غیرے کھانا سب کو محض اللہ کی محبت میں کھلاتے ہیں نہ کوئی احسان جتاتے نہ کوئی بدلہ چاہتے نہ شکر گزاری کا مطالبہ کرتے ہیں، خالص اللہ تعالیٰ کی محبت میں انفاق اور تواضع کرتے ہیں، کسی سے صلہ نہیں چاہتے۔ بحمدہ تعالیٰ

آیت، ۷۔ مثل الذین ینفقون اموالهم ابتغاء مرضات الله و تثبیتا من انفسهم کمثل جنة بربوة اصابها وابل فاتت اکلها ضعفین۔ (بقرہ:۲۶۵)"اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا" یہ صلہ ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا۔

آیت، ۸۔ ان تبدوا الصدقت فنعما هی۔ و ان تخفوها و تؤتوها الفقراء فهو خیر لکم۔ (بقرہ:۲۷۱)"اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے"

آیت، ۹۔ الشیطن یعدکم الفقر و یأمرکم بالفحشاء۔ والله یعدکم مغفرة منه و فضلا۔ والله واسع علیم۝ (بقرہ:۲۶۸)

"شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا

ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ وسعت والا علم والا“

معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکنے والے شیطان ہیں جو محتاجی کا اندیشہ دلاتے ہیں اور بے حیائی کا حکم دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشش اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے چنانچہ شیطانوں کے کہے پر نہ چلو کیوں کہ تمہارے دشمن ہیں۔ کما قال تعالیٰ: ان الشیطٰن للانسان عدو مبین O (یوسف:۵) ”بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے“۔

چنانچہ شیطان منافقین کے روپ میں مسلمانوں کو بھلائی سے روکتے اور برائی کا حکم دیتے ہیں کما قال تعالیٰ:

آیت ۱۰۔ المنفقون والمنفقت بعضهم من بعض . یأمرون بالمنکر و ینهون عن المعروف و یقبضون ایدیهم . (توبہ:۶۷) ”منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں، برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں“

چنانچہ نجدیہ وہابیہ کے سارے ٹولوں کا یہی عالم ہے کہ بھلائی یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے منع کریں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی محافل کو روکیں، بدعت و شرک کا فتویٰ دیں، نوافل پڑھنے کو شب برأت ہو یا رجب معراج شریف ہو یا عشرہ محرم وغیرہم میں شب بیداری اور قیام نوافل اور روزہ رکھنے سے منع کریں، اور بدعت کہیں اذان دینا گوارا نہیں اگر چہ قبر پر کہیں یا دفع بلا کیلئے گھر میں، غرض کہ بھلائی سے روکنا اور برائی کا حکم دینا کہ محافل میلاد و مجالس ذکر پر پتھراؤ کرانا جلوس پر پتھر برسانا اور گولیاں چلوانا اور مسلمانوں کو ناحق قتل کرانا ان کا محبوب مشغلہ ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے ظالموں

سے دور رہیں، یہ لوگ دشمن دین متین ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جناب میں سخت بے ادب و گستاخ ہیں۔ان کی صحبت سم قاتل، ان کی دوستی زہر ہلاہل سے سخت تر ہے، ان کی باتوں پر کان نہ دھرو، ان کی صحبت سے دور رہو، اور اپنے نیک کاموں میں مشغول رہو۔ محافل میلاد شریف اور گیارھویں شریف اور معظمان دین کے اعراس کراؤ، نیاز دلاؤ، فاتحہ کراؤ، مؤمنین و مؤمنات کو تواضع کے ساتھ کھانے کھلاؤ، جیسا کہ تواضع کا حق ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور: ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیما و اسیرا ○ انما نطعمکم لوجه الله لانرید منکم جزاء ولا شکورا ○ (دھر: ۷۔۸) ''اور کھانا کھلاتے ہیں اس (اللہ) کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خاص اللہ کیلئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے'' اور سورۂ بقرہ کی آیت مذکرہ: ۱۷۷ میں فرمایا کہ اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال رشتیداروں کو بھی کھلاؤ، یہ آیات پیچھے گزریں مکرر تاکیداً مذکورہ ہیں اللہ عزوجل اعمال حسنہ کی توفیق عطا فرمائے اور شرف قبولیت بخشے۔

زینت اور سجاوٹ

مسلمان محفل میلاد شریف یعنی ذکر ولادت شریف سرکار ابد قرار احمد مختار محبوب کردگار محمد رسول اللہ ﷺ کو زینت دیتے اور اپنی بساط کے مطابق آرائش کرتے، فرش منگواتے، قالین بچھاتے اور منبر سجاتے، بینر لگاتے، جھنڈے گاڑتے، روشنی کرتے وغیرہ وغیرہ سے محفل مبارک کو سجاتے، غلامان مصطفیٰ ﷺ خوشیاں مناتے اور گستاخان رسول ﷺ حسد کی آگ میں جلتے، بدعت وحرام کا حکم لگاتے اور بلا دلیل شرعی مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک بتاتے، حالانکہ اس میں کوئی شے خلاف شریعت نہیں بلکہ عنداللہ محبوب ومطلوب اور مستحسن ہے، یہ اپنے اپنے ایمان کی بات ہے، ان کے ذکر شریف کی آرائش پر کئی غمگین کوئی شاد ہے، اپنے اپنے دین کا اظہار ہے. اصل میں یہ بات ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لقد جاء کم رسول من انفسکم (توبہ:۱۲۸) ''بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول''۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جب ہمارے مالک ومعبود نے فرمایا کہ تمہارے پاس تشریف لائے وہ رسول تو مسلمان ان کی تشریف آوری کی خوشی میں مسرور ہوکر کہنے لگے کہ بیشک تیرے رسول پاک ﷺ تشریف لائے اور ہم اقرار کرتے ہیں اور ان کا کلمہ مسرور ہوکر پڑھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ اور رسول کیلئے تین امور لازم:......

نمبر۱۔ مُرْسِلْ............یعنی بھیجنے والا، وہ اللہ مالک وخالق ہے۔

نمبر۲۔ مُرْسَل............یعنی جس کو بھیجا گیا، وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

نمبر۳۔مُرْسَل اِلَیْہِم......یعنی جن کی طرف بھیجے گئے وہ تمام انسان وجن ہیں ان میں بھی تین قسم کی مخلوق ہیں۔

نمبر۱۔ وہ جودل وجان سے ایمان لائے اور دل سے ان کی غلامی اختیار کی، وہ اہلسنّت والجماعت ہیں۔

نمبر۲۔ وہ لوگ جو بظاہر کلمہ پڑھتے شہادت دیتے لیکن دل سے تسلیم نہیں کرتے ایسوں کی بابت اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم O بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O ازا جاءك المنٰفقون قالوا نشهد انك لرسول الله . والله يعلم انك لرسوله ط والله يشهد ان المنٰفقين لكذبون O (المنٰفقون:۱)

”(پیارے محبوب) جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہواور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں“۔

نمبر۳۔ وہ لوگ جوعلانیہ حضور ﷺ کے رسول ہونیکے منکر ہیں، اور کہتے ہیں: ”لست مرسلا“ تم رسول نہیں اور کہتے ہیں:”وما انت الا بشر مثلنا “اور تم تو نہیں

مگر ہماری طرح بشر۔"

پس اول نمبر کے جو مسلمان ہیں وہ دل و جان سے ان کی تشریف آوری پر مسرور ہو کر خوشیاں مناتے ،اپنا عزیز مال لٹاتے ،مؤمنین کو دعوت الی الخیر دیتے، محفل کو حسب الاستطاعت ہر طرح آراستہ کرتے، اور زینت دیتے، دیگیں پکواتے ،کھانے کھلاتے ،شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ، یہ ہیں مؤمن جن کیلئے ارشاد فرمایا گیا: قل بفضل الله و برحمته فبذلك فليفرحوا ط هو خير مما يجمعون O (یونس:۵۸)"تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے دھن دولت سے بہتر ہے"

مسلمانوں بتاؤ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں یا نہیں ؟ ہیں، اور ضرور ہیں، ان جیسی نہ کوئی رحمت ہے نہ فضل ہے، کہ اللہ عزوجل نے ان ہی کو تو رحمۃ للعٰلمین بنایا۔ سارے منکر اور منافق جمع ہو کر ایک آیت ایسی لائیں جس میں حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی رحمت یا فضل ہو، ہرگز نہ لا سکیں گے!

اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب کو بیمثل بنایا، نہ ان کی کوئی مثل ہے، نہ مثال، اگر کسی کو رحمت و فضل کا کوئی حصہ ملا ہے تو ان ہی کے صدقے میں ملا ہے، اگر یہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، جب یہ نہ تھے تو کچھ بھی نہ تھا سوا اللہ کے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ان کی تشریف آوری کی خوشی مناتے، ان کی ذکر ولادت کی محفل سجاتے، اور آرائش کرنے میں اپنا مال خرچ کرتے...... یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل کرنی ہے یا نہیں؟

خبردار یہ نہ سمجھنا کہ اب ولادت شریف کا وقت ہے، ہرگز نہیں، بلکہ ان کی تشریف آوری کا ذکر کرتے اور بار بار کرتے، مسرور ہو کر کرتے۔ اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر تشریف آوری کا ذکر فرمایا، کیا اس سے کوئی پاگل یہ مراد لے گا کہ اب اس وقت ولادت ہوئی۔ معاذ اللہ ہرگز نہیں ۔۔۔ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہی تو تھی کہ انکی شدت پیاس کو دیکھ کر صفا اور مروہ پر سعی فرماتیں، اس ادا کو اللہ عزوجل نے ایسا پسند فرمایا کہ ہر حاجی اور عمرہ کرنے والے پر سعی کرنا واجب فرمادی، کیا کوئی پاگل یا جاہل کہے گا کہ حاجی اور عمرہ کرنے والے تلاش آب میں سعی کرر ہے ہیں؟ جب سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ ادا اللہ کو پسند آئی تو سید المحبوبین محبوب رب العٰلمین کی تشریف آوری اللہ عزوجل کو کتنی محبوب ہوگی؟

اللہ عزوجل نے وقت ولادت شریف کیسا خوشیوں کا سامان مہیا فرمایا، فرشتوں کی بارات کو ہفت سمٰوٰت سے اتارا، جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم رب العٰلمین کے مطابق شرق وغرب، بام کعبہ پر تین علم (جھنڈے) نصب فرمائے، اب مسلمان اسی ادا پر فریفتہ ہو کر خوشیاں مناتا اور جھنڈے لگاتا ہے، اور منبر سجاتا، قالین بچھاتا بینر لگاتا اور دیگر آرائشی سامان سے محفل کو مزین بناتا ہے۔

وہابیوں اور دیوبندیوں کو تو مسجد کا سجانا بھی ناگوار ہے، کہتے کہ مساجد کو ربیع الاول یا

شب قدر میں سجانا قیامت کی نشانی ہے؟ جس پر نہ کوئی دلیل نہ برھان صرف ذہنی اختراع اور صریح بہتان ہے۔ مسجد حرام یعنی کعبۃ اللہ تو انسانوں کیلئے پہلی عبادتگاہ تعمیر کی گئی کما قال تعالیٰ: ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکاً و ھدی للعلمین O (ال عمران: ۹۶) ''بیشک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا سارے جہاں کا رہنما۔''

اس پر جو غلاف ہے کیا وہ زینت کعبہ نہیں؟ ۔۔۔ نیز اس کے علاوہ اس کی آرائش فرش قالین وغیرہ یہ اس کا سجانا نہیں، تو کیا اجاڑنا ہے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق ۔ قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمہ ۔ (الاعراف: ۳۲) ''تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کی ہے''۔

اس آیت کریمہ سے محافل میلاد اور مساجد وغیرہ کی آرائش و زینت دینا اور سجانا اور کھانے پکانا، مؤمنوں کو کھلانا سب ہی ثابت اور واضح ہے نیز یہ فرمادیا گیا کہ یہ مسلمانوں کیلئے ہے کافروں کا اس میں کوئی حصہ نہیں اور مؤمنین کو حکم دیتا ہے: یبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد و کلوا واشربوا ولاتسرفوا ۔ انہ لا یحب المسرفین O (الاعراف: ۳۱) ''اے آدم کی اولاد زینت لو جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ پیو اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں''

اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ گناہ کے کام میں خرچ کرنا اسراف ہے، اس سے معلوم ہوا کہ

مؤمنین کو اللہ عزوجل نے زینت کرنے کا حکم دیا اور کھانا کھانے اور پینے کا حکم مؤمن کیلئے ہے تو کافروں کو کھلانا یا ان پر خرچ کرنا یہ اسراف ہے، اور کافروں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: یاایھاالذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء (الممتحنۃ:۱)

''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ''

معلوم ہوا کہ کفار اللہ عزوجل کے دشمن ہیں تو اللہ کے دشمنوں سے میل رکھنا ہی حرام چہ جائیکہ کھانا کھلانا لہذا کافروں کو ہرگز نہ کھلاؤ۔ دوسری جگہ کفار کے متعلق تو حکم فرمایا جاتا ہے یاایھاالنبی جاھدالکفار والمنفقین و اغلظ علیھم ؕ و مأوٰھم جھنم ؕ وبئس المصیر ○ (توبہ:۷۳) ''اے نبی! کافروں اور منافقوں پر جہاد فرمایئے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آیئے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بری پھرنے کی جگہ۔'' یعنی ان کی مدارات حرام۔

مقام حیرت

تعجب تو اسی امر پر ہے کہ مسلمان ہونیکا دعویٰ کہ ہم ہی مسلمان ہیں اور سارے گمراہ بیدین اور کافر و مشرک ہیں مگر حال یہ ہے کہ چودہ اگست جب بھی آئے قیام پاکستان کا دن آئے تو عید کا سماں لائے گھر گھر خوشیاں منائی جارہی ہیں جھنڈے نصب ہورہے ہیں جھنڈیاں لگائی جارہی ہیں چراغاں کا یہ حال کہ گھر گھر روشنی کی بہار ہے دوکانوں کو سجایا جارہا ہے بجلی کے قمقمع بکثرت جلائے جارہے ہیں اور سرکاری و نیم سرکاری عمارات کارخانے اور کمپنیاں دلہن بنائی جارہی ہیں خوشی کے نعرے بلند ہورہے ہیں ....سب شیر مادر کی

طرح ہضم مگر ایک ذکر ولادت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر دل بیٹھا جا رہا ہے حرام و بدعت کی تسبیح پڑھی جا رہی ہے جن کی تشریف آوری کے صدقہ میں ایمان ملا، اسلام ملا اور قرآن ملا اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا نصیب ہوا............ پس عداوت ہے تو ان سے ہے۔ اے بدبخت...... جن کے نام کا کلمہ پڑھنا ایمان ان کا نام سن کر پریشان لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حاصل کلام یہ کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے طفیل میں اسلام ملا اور مسلمان کہلائے ایمان ملا قرآن ملا اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا نصیب ہوا اگر یہ تشریف نہ لاتے تو نہ اسلام ملتا نہ قرآن آتا نہ ایمان ملتا نہ کلمہ پڑھنا نصیب ہوتا تو ان ہی کی تشریف آوری باعث ایمان وایقان ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

مسلمانو! ذرا غور تو کرو کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان پڑھتا ہے اور اس پر ایمان رکھتا ہے محفل میلاد شریف میں بھی تو اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ہوتا ہے مگر شرح وبسط کے ساتھ ان کے اوصاف جمیلہ و خصائل حمیدہ ہی تو بیان کرتے ہیں اس کو منع کرنا یا نفرت کرنا کلمہ شریف سے نفرت کرنا ہے؟

چراغاں یعنی روشنی کرنا

روشنی کسی صحت مند انسان کو بری نہیں لگتی البتہ جس کی آنکھیں دکھتی ہوں یا جو بیمار ہو اس کو روشنی گوارا نہیں ہوتی یہ روشنی وغیرہ سب حضور اکرم سید عالم ﷺ کی یاد میں خوشی کا اظہار کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مقصود کائنات بنایا اور زمین و آسمان آدم و آدمیان سب ان کیلئے وجود میں آیا...... حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی کہ حضرت عزت جل جلالہ نے آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی بھیجی: لو لا محمد ما خلقتك ولا ارضا ولا سماء ''اگر محمد نہ ہوتے نہ میں تجھے پیدا کرتا نہ آسمان وزمین بناتا'' (ﷺ)۔ معلوم ہوا کہ آدم و آدمیان زمین و آسمان اور جو کچھ بھی ہے سب حضور ﷺ کا صدقہ ہے۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اس روایت کو بیان کیا مگر کامل نہیں مولوی اشرف علی لکھتے ہیں: ''حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا'' (نشر الطیب: صفحہ ۱۰۔۱۱، مطبوعہ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند، یوپی)

حدیث شریف، ابن عساکر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضرت

عزت جل جلالہ نے حضور پر نور سید عالم ﷺ کو وحی بھیجی: اگر میں نے ابراھیم کو خلیل کیا تمہیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت وکرامت والا کوئی نہ بنایا: لقد خلقت الدنیا و اھلھا لا عرفھم کرامتك و منزلتك عندی و لولاك ما خلقت الدنیا۔ ، میں نے دنیا ومخلوقات دنیا اس لئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت تمہاری ہے ان پر ظاہر فرمادوں، اگر تم نہ ہوتے میں نہ دنیا بناتا'' ۔ یعنی دنیا وآخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دارالجزاء ہے اور دارالجزاء کو دارالعمل کا تقدم ضروری، جب دارالعمل بلکہ عالمین ہی نہ ہوتے دارالجزاء کہاں سے آتی ۔ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کو خطاب فرمایا: انت المختار المنتخب و عندك مستودع نوری و کنوز ھدایتی من اجلك ابسط البطحاء وارفع السماء واجعل الثواب و العقاب والجنۃ والنار۔ ''تو برگزیدہ اور منتخب ہے اور تیرے پاس میرے نور کی امانت اور میری ھدایت کے خزانے تیرے واسطے بچھاتا ہوں زمین اور بلند کرتا ہوں آسمان اور بناتا ہوں ثواب اور عذاب اور بہشت اور دوزخ ۔'' اس سے معلوم ہوا کہ دنیا اور مخلوق دنیا اور زمین وآسمان اور مافیھا جو بھی اس میں ہے وہ سب حضور اکرم سید عالم ﷺ ہی کیلئے بنایا گیا، اگر یہ نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا،

ع جو کسی کو ملا انہیں سے ملا جو انکو ملا کسی کو نہ ملا

حدیث

امام ابن سبع سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ناقل: ان اللہ تعالیٰ لنبیہ من اجلك اسطح البطحاء و امواج الموج و ارفع السماء و اجعل الثواب و العقاب ۔ ''یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا میں تیرے لئے بچھاتا ہوں زمین اور موجزن کرتا ہوں دریا اور بلند کرتا ہوں آسمان اور مقرر کرتا ہوں جزاء سزا۔ ذکرہ الزرقانی الفرح۔

منقولہ احادیث قدسی دلالت کرتی ہیں اس امر پر کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور جو بھی ان میں ہے مکین و مکان سب حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خلق فرمایا۔ اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو یوں فرمایا............

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

اے عزیز! جب یہ معلوم ہو گیا کہ زمین و آسمان و مافیہا سب اپنے محبوب کی خاطر پیدا فرمائے تو ان ہی کیلئے شمس و قمر اور دن و رات کو پیدا فرمایا اور ان ہی کیلئے چراغاں کیا اور آسمان کو سجایا۔ کما قال تعالیٰ: و لقد زینا السماء الدنیا بمصابیح و جعلنھا رجوما للشیطین و اعتدنا لھم عذاب السعیر (الملک:۵) ''اور بیشک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے آراستہ کیا (سجایا) اور انہیں شیطانوں کیلئے مار کیا اور ان کیلئے بھڑکتی آگ

کا عذاب تیار فرمایا۔"

اسی طرح مسلمان اپنے آقا و مولیٰ محمد ﷺ کے ذکر کی محافل میں چراغاں کرتا ہے اور روشنیوں سے سجاتا ہے، یہاں ٹیوب لائٹ لگتے اور بلب جلتے ہیں، غلامان مصطفیٰ ﷺ خوش ہوتے ہیں، دشمنان مصطفیٰ ﷺ کے سینوں میں دل جلتے ہیں، بیشک اللہ نے سرکار ابد قرار ﷺ کے دشمنوں کیلئے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار فرمایا ہے۔

دوسری جگہ اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا جاتا ہے: انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب ○ و حفظا من کل شیطٰن مارد ○ (الصّٰفّٰت: ۶۔۷)
"بیشک ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کے سنگار سے آراستہ کیا اور نگاہ رکھنے کو ہر شیطان سرکش سے۔"

اس سے بھی مراد وہی ہے کہ اللہ عزوجل آسمان پر چراغاں کرتا ہے یعنی آسمان دنیا کو اپنے محبوب کی خاطر تاروں کے سنگار سے سجاتا ہے، حق تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنی شان کے لائق آسمان پر چراغاں کرتا اور تاروں سے سنگار کرتا اور سجاتا ہے، حضور ﷺ کے غلام اپنی بساط کے لائق چراغاں کرتے، ٹیوب لائٹ لگاتے، بلب جلاتے اور خوشیاں مناتے۔ دشمنان محبوب رب العٰلمین اس کو دیکھ کر چڑتے، ان کے دل سینوں میں جلتے، محفل میلاد کے قریب سے گزرنا بھی گوارا نہ کرتے، یہ تو اللہ قادر و مختار کی جانب سے یہ انتظام و اہتمام ہے جیسا کہ آسمانوں پر شیطانوں کو جانے سے روکا جاتا ہے، وہ اپنے پیارے محبوب کی محفل کو بھی شیطانوں کی نجاست سے بچاتا اور ان کو اس پاک محفل سے دور رکھتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

جلوس نکالنا

اللہ کے محبوب کی محبت و یاد میں مسلمان جلوس نکالتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اللہ عزوجل نے یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کا واقعہ قرآن کریم میں بیان فرمایا کہ یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین اور ان کے گھر والے یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس گئے۔ کما قال تعالیٰ:

فلما دخلوا علی یوسف اوٰی الیہ ابویہ وقال ادخلوا مصر ان شاء اللہ امنین (یوسف :۹۹)''پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور مصر میں داخل ہو اللہ چاہے تو امان کے ساتھ''

اگر اللہ جل مجدہٗ کو جلوس نکالنا پسند نہ ہوتو قرآن کریم میں بیان فرمانا بلانکیر مذکور نہ فرماتا قرآن حکیم کی آیت مبارکہ جو منقول ہوئی علماء اعلام وفقہاء کرام اس اجمال کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں کہ جب یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام اپنے اہل وعیال کیساتھ مصر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے چار ہزار کا لشکر اور بہت سے مصری سواروں کو ساتھ لیکر آپ کا استقبال کیا اور صدہا ریشمی جھنڈے اور قیمتی پرچم لہراتے قطاریں باندھے مصری باشندے جلوس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام اپنے فرزند یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لا رہے تھے، جب ان لشکروں اور سوارں پر آپ کی نظر پڑی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ فرعون مصر کا لشکر ہے تو یہودا نے عرض کیا نہیں! یہ آپ کے فرزند یوسف علیہ الصلوۃ والسلام ہیں جو اپنے لشکروں اور سوارں کے ساتھ آپ کا استقبال

کرنے کیلئے آئے ہوئے ہیں آپ کو متعجب دیکھ کر سیدنا جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اے اللہ کے نبی ذرا سر اٹھا کر فضائے آسمانی میں نظر فرمائیے آپ کے سرور و شادمانی میں شرکت کیلئے ملائکہ کا جم غفیر حاضر ہے جو مدتوں سے آپ کے غم میں روتے رہے ہیں، ملائکہ کی تسبیح اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور طبل و برق کی آوازوں نے عجیب سماں پیدا کر دیا تھا۔ جب باپ بیٹے دونوں قریب ہو گئے تو حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے سلام کا ارادہ کیا تو سیدنا جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ ذرا توقف کیجئے اور اپنے پدر بزرگوار کو انکے رقت انگیز سلام کا موقع دیجئے چنانچہ یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کلمات کے ساتھ سلام کہا: السلام علیک یا مذھب الحزان O ''یعنی اے تمام غموں کے دُور کرنے والے آپ پر سلام ہو'' پھر باپ بیٹوں نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ معانقہ کیا، اور فرط مسرت میں دونوں خوب روئے پھر استقبالیہ خیمہ میں تشریف لے گئے جو خوب مزین اور آراستہ کیا گیا تھا وہاں تھوڑی دیر ٹہر کر جب شاہی محل میں رونق افروز ہوئے تو یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے سہارا دیکر اپنے والد محترم کو تخت پر بٹھایا اور انکے ارد گرد آپ کے گیارہ بھائی اور آپ کی والدہ سب بیٹھ گئے اور سب کے سب بیک وقت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے آگے سجدے میں گر پڑے، اس وقت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے والد بزرگوار کو مخاطب کر کے کہا: یاابت ھذا تاویل رءیای من قبل قد جعلھا ربی حقا و قد احسن بی اذا اخرجنی من السجن و جاء بکم من البدو (یوسف:۱۰۰)'' اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے بیشک اسے میرے رب نے سچا کیا اور بیشک اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا''

عزیزان گرامی ! غور فرمایئے اس فرمان الٰہی میں کیسی نقاب کشائی فرمائی اور کتنے عقدے حل فرمائے گئے :......

﴿نمبر۱﴾............یوسف علیہ الصلوۃ والسلام اللہ کے معروف نبی ہیں ان کے اعمال اقوال دین کی برہان اور دین کیلئے حجت ہیں۔

﴿نمبر۲﴾............یوسف علیہ الصلوۃ والسلام نے جلوس کا اہتمام فرمایا۔

﴿نمبر۳﴾............جلوس کو معظمان دین کی تعظیم کا نشان ٹھہرایا۔

﴿نمبر۴﴾............جلوس میں یوسف علیہ الصلوۃ والسلام اور سواروں کی شمولیت کا ثبوت بہم پہنچایا۔

﴿نمبر۵﴾............جلوس میں ریشمی جھنڈے اور قیمتی پرچم لہرانے کا ثبوت دیا۔

﴿نمبر۶﴾............اللہ عزوجل نے جلوس کی شان بڑھانے کیلئے فرشتوں کی فوج کو بھیج دیا

﴿نمبر۷﴾............جبرائیل امین علیہ الصلوۃ والسلام جلوس کے ساتھ تھے۔

﴿نمبر۸﴾............فرشتوں کی بارات شرکت کیلئے فضائے آسمان پر سایہ فگن تھی۔

﴿نمبر۹﴾............ملائکہ (فرشتے) اللہ کی تسبیح میں مشغول تھے۔

﴿نمبر۱۰﴾............ملائکہ کے گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور طبل و بوق جسکی حقیقت کو اللہ ہی جانتا ہے، نے جلوس کی شان وشوکت کو دوبالا کر دیا۔

﴿نمبر۱۱﴾............جان وہابیہ کیلئے سب سے بڑا قہر الٰہی یہ کہ یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کو غموں کے مٹانے والے فرمارہے ہیں یہ قول کسی عام مسلمان کا نہیں بلکہ اللہ کے پیارے نبی یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے والد ماجد سیدنا یعقوب علیہ الصلوۃ

والسلام کا ہے وہ یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کو مُذْهِبُ الْاَحْزَانِ غموں کو دور کرنے والے او رمصیبتوں کے ٹالنے والے بتارہے ہیں نابینا ئی کیسی بڑی مصیبت ہے، اپنا کرتا ارسال کیا فرمایا ''اذھبوا بقمیصی''۔ میرا یہ کرتا لے جاؤ اور میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی انکھیں واپس آجائیں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان کی آنکھیں واپس آگئیں یہی تو مصیبتوں کا ٹالنا ہے اور غموں کا دور کرنا ہے۔ اسی لئے مسلمان اپنے آقاء و مولیٰ نبی الانبیاء ماحی الذنوب والخطاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم کہتے ہیں اور درود تاج شریف کا ورد کرتے ہیں جو جان وہابیہ کیلئے صاعقۂ آسمانی سے کم نہیں۔

جلوس کے ثبوت میں یہی ایک دلیل کافی اور مثال شافی جس سے یہ واضح ہوگیا کہ جلوس اللہ مالک و مختار اور اس کے محبوب یوسف اور یعقوب علیہما الصلوۃ والسلام کو مطلوب و محبوب اور فرشتوں کی شرکت جبرائیل امین علیہ الصلوۃ والسلام کی معیّت جلیل۔ سبحان اللہ،

نمبر۲۔ جلوس کے استحسان اور ثبوت میں دیو بندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی فرار نہیں، بلکہ تسلیم و اقرار ہے، مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: ''چوتھی روایت مشکوۃ میں نُبیہ بن وھب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت کعب نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف بازو مارتے ہوئے احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ پر درود پڑھتے ہیں یہانتک کہ جب شام ہوتی ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے اسی طرح

کے اور اتر آتے ہیں یہاں تک کہ جب قیامت کے دن زمین قبر شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لاوئیں گے کہ وہ آپ کو لے چلیں گے۔ روایت کیا اس کو دارمی نے" (نشر الطیب صفحہ ۱۸۴ مطبوعہ کتبخانہ رحیمیہ دیو بند یو پی) مولوی اشرف علی تھانوی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اگلے صفحات میں لکھتے ہیں: "حضرت جابر سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا، جب مبعوث ہوں اور میں ان کا پیش رو ہونگا، حق تعالیٰ کی پیشی میں آویں گے اور میں ان کیطرف سے شفاعت کیلئے بات چیت کرونگا جب وہ خاموش ہوں گے اور ان سب میں مجھ سے شفاعت کیلئے درخواست کی جاوے گی جب وہ موقف میں حساب سے محبوس کیئے جاویں گے اور میں انکا بشارت دینے والا ہونگا جب وہ نا امید ہو جاویں گے اور کرامت اور ہر خیر کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) اس روز میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے رب کے نزدیک تمام بنی آدم سے زیادہ مکرم ہونگا ایک ہزار خادم میرے اکرام وخدمت کیلئے میرے پاس آمد و رفت کریں گے اور ایسے حسین ہوں گے گویا کہ وہ بیضے ہیں جو غبار سے محفوظ ہوں یا موتی ہیں جو بکھرے پڑے ہوں روایت کیا اس کو ترمذی اور دارمی نے۔ف ۔ اور فصل سابق کی چوتھی روایت میں قبر شریف سے نکلنے کے وقت ستر ہزار فرشتوں کا آپ کے جلوس میں ہونا مذکور ہو چکا ہے" (نشر الطیب صفحہ ۱۸۶۔۱۸۷ کتبخانہ رحیمیہ دیو بند)

روایت منقولہ تھانوی صاحب سے یہ امر واضح ہوا کہ حضور پر نور شافع یوم النشور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز جلوس ملائکہ کے جھمگھٹ میں تشریف فرما رہتے ہیں اور قیامت

میں بھی جلوس ملائکہ کے ہمراہ تشریف لے جائیں گے۔معلوم ہوا کہ **جلوس** اللہ ملک القدوس کو نہایت محبوب و مطلوب ہے۔اللہ اکبر کبیرا سبحانہ و بحمدہ حمدا کثیرا۔

جو لوگ جلوس سے نفرت کرتے اور برا جانتے ہیں حقیقۃً وہ اللہ عزوجل اور اس کے انبیاء و مرسلین اور ملائکہ و ملائکہ مقربین و کلھم مؤمنین کو برا سمجھتے اور ان سب سے عداوت رکھتے ہیں، جس کی لپیٹ سے ان کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی، محفوظ نہیں کیونکہ جلوس کی حمایت میں ان کے سردار قافلہ حکیم الامت اشرف علی تھانوی بھی اس امر جلوس میں اہلسنت کی ہمنوائی کا سامان مہیا فرما گئے۔

نمبر۳۔ شیخ محقق عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے

''کعب احبار کی حدیث میں ہے کہ روزانہ صبح طلوع آفتاب سے قبل ستر ہزار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے قبر انور کا طواف کرتے ہیں اور بازوؤں کو جنبش دیکر آپ پر درود و سلام عرض کرتے ہیں اور شام کے وقت آسمان پر چڑھ جاتے ہیں پھر اور ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں روزانہ اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ جس دن زمین کھولی جائے گی اور میں باہر آؤں گا تو ستر ہزار فرشتوں کا جھرمٹ مجھے گھیرے ہوگا اور مجھے وہ اس شان سے بارگاہ رب العزت میں لے جائیں گے جیسے دلہن کو براتی دولھا کے گھر لے جاتے ہیں'' (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۴۸۰، مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی)

شیخ محقق عبد الحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقولہ عبارت اور

دیو بندیوں کے حکیم الامت اشرف علی کی عبارت معائنہ فرمایئے کہ حدیث کے بیان میں کتنا فرق عظیم ہے۔ بیان دونوں جگہ جلوس کا ہو رہا ہے مگر انداز جداگانہ ہے، ان روایات منقولہ سے یہ صاف واضح ہو جاتا ہے کہ سرکار ابد قرار سید ابرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور روزانہ جلوس رہتا ہے اور جلوس ملائکہ کے ہمراہ ہی بارگاہ رب تعالیٰ میں لے جائے جائیں۔ یہ تو للہ تعالیٰ کی جانب سے جلوس کا اہتمام ہے، اس سے جلوس کا مطلوب اور منظور ہونا شمس نصف النہار سے زیادہ واضح ہو جاتا ہے، تو غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکالنا عین منشائے رب العلمین کے مطابق ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ والحمد للہ رب العلمین۔

نمبر ۴۔ مولوی نور بخش صاحب توکلی، حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''جب مدینے کے قریب موضع غمیم میں پہنچے جو رابغ ارو حجفہ کے درمیان ہے تو بریدہ اسلمی قبیلہ بنی سہم کے ستر (۷۰) سوار لے کر حصول انعام کی امید پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے جوب دیا کہ میں بریدہ ہوں یہ سن کر آپ نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بطور تفاول فرمایا ابو بکر ہمارا کام خوش و خنک اور درست ہو گیا پھر آپ نے بریدہ سے پوچھا کہ تو کس قبیلہ سے ہے اس نے کہا بنو اسلم سے آپ نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا ہمارے لئے خیر و سلامتی ہے پھر پوچھا کون سے بنی اسلم سے اس نے کہا بنو سہم سے آپ نے فرمایا تو نے اپنا حصہ اسلام سے پالیا بعد ازاں بریدہ نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں اللہ کا رسول محمد بن عبد اللہ ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) بریدہ نے نام مبارک سن کر کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا جو سوار بریدہ کے ساتھ تھے وہ بھی مشرف با اسلام ہوئے بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ میں آپ کا داخلہ

جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہئے پس اپنا عمامہ سر سے اتار کر نیزہ پر باندھ لیا اور حضرت کے آگے آگے روانہ ہوا پھر عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کس کے ہاں اتریں گے؟ فرمایا میرا ناقہ مامور ہے جہاں یہ بیٹھ جائے گا وہی میری منزل ہے بریدہ نے کہا الحمد للہ کہ بنوسہم بطور رغبت مسلمان ہو گئے (استیعاب لابن عبدالبر وفا الوفا للسمہودی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر مدینہ پہونچ چکی تھی لوگ ہر روز صبح کو شہر سے نکل کر حرہ میں جمع ہو جاتے، انتظار کرتے کرتے دوپہر ہو جاتی تو واپس چلے جاتے ایک دن انتظار کر کے گھروں میں واپس جا چکے تھے کہ ایک یہودی نے ایک قلعہ پر سے کسی مطلب کیلئے نظر دوڑائی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہی سفید لباس پہنے ہوئے نظر پڑے جو سراب کے آگے حائل تھے وہ یہودی نہایت زور سے بے ساختہ پکار اٹھا اے معشر عرب لو تمہارا مقصود ومقصود جس کا تم انتظار کر رہے تھے وہ آ گیا یہ سن کر مسلمانوں نے فوراً ہتھیار لگا کر حرۂ قباء کے عقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور اظہار مسرت کیلئے نعرۂ تکبیر بلند کیا جس کی آواز بنی عمرو بن عوف میں پہنچی۔'' (سیرت رسول عربی صفحہ ٦٦۔٦٧)

برادرانِ ملّت! غور فرمایئے کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں کتنے جاں نثار غلام موجود ہیں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ستر سوار اور مسلمانانِ مدینہ سب حاضر ہیں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم (جھنڈا) پہلے ہی اٹھا رکھا ہے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مدینہ میں آپ کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہئے تو اپنا عمامہ اتار کر نیزہ پر باندھ لیا اور علمبردار کی صورت میں پیش پیش روانہ ہوئے۔ کیا یہ جلوس نہیں ہے اگر جلوس کہہ کر نہ پکاریں تو جلوس نہ ہوگا؟ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ میں داخل بھی جلوس کی صورت ہوئے یہ سارا اہتمام بھی اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہوا۔ پس معلوم ہو گیا کہ جلوس اللہ عزوجل کو محبوبانِ رب العٰلمین کی اظہار خوشی میں

مطلوب ومحبوب ہے مسلمان اس کی یادگار میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی اظہار مسرت کیلئے جلوس نکالتے ہیں جلوس کا برا جاننا اور نفرت کرنا اللہ حی قیوم کے پسندیدہ عمل سے نفرت کرنا ہے۔

اللہ جل مجدہ اس رسالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور رشد وھدایت کا سبب بنائے آمین ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم و تب علینا انك انت التواب الرحیم O وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه ونور عرشه سیدنا ومولنا محمد واله واصحابه وبارك وسلم اجمعین برحمتك یا ارحم الرحمین۔ سگ بارگاہ رضا ابوالرضا محمد عبدالوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہ روز جمعہ۔ ۱۱ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۳۱، اگست ۲۰۰۱ء

(اس کے بعد رسالہ ھدایت قبالہ ''قہر الدبان علی ملۃ فضل الرحمٰن'' کا مطالعہ ضرور فرمائیں)

گزارش

مشائخ وعلماء دین کا وجود.................معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ان کے ملفوظات.................ہدایت کا سرچشمہ

ان کی صحبت.................باعث نجات

ان کی محبت......وصل الی اللہ کا ذریعہ

لہذا

کتب دین کا مطالعہ ہمارے لئے نعمت دارین ہے،

اور وہ کتب جو حق و باطل کا امتیاز سکھائے ان کا مطالعہ ہی کنزِ نعمت ہے،